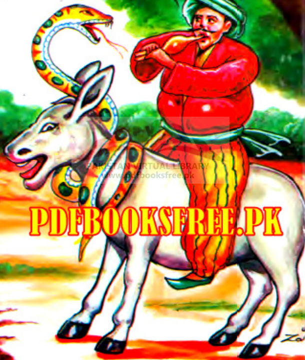
شیخ چلی اور چالاک جن



ذہین دوستو!

السلام علیکم!

شیخ چلی کی نئی کہانی ''شیخ چلی اور چالاک جن'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ کہانی بھی شیخ چلی اور ناگ رانی کی طرح انتہائی دلچسپ ہے۔ جسے پڑھ کر آپ خوش ہو جائیں گے۔ میرے لکھے ہوئے عمرو عیار، ٹارزن اور ہرکولیس کے کرداروں کے ساتھ ساتھ آپ نے جس طرح سے شیخ چلی پر لکھی گئی کہانیوں کو پسند کیا ہے۔ اس کے لئے میں آپ سب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جیسا کہ میں نے شیخ چلی اور ناگ رانی کے پیش لفظ میں کہا تھا کہ آپ میری کہانیوں کی پسندیدگی اور ناپسندیدگی کے سلسلے میں جو خطوط لکھیں گے وہ خطوط میں پیش لفظ میں شائع کراؤں گا اور اس کے علاوہ جو دوست اپنی تصاویر شائع کرانا چاہتے ہوں تو وہ ادارے کو اپنی تصاویر مکمل نام و پتے کے ساتھ ارسال کر دیں۔ آپ کے خطوط اور تصاویر آئندہ آنے والی

کہانیوں میں شائع کر دی جائیں گی۔ اس لئے ابھی سے خط لکھنا شروع کر دیں اور اپنی ایک عدد تصویر ادارے کو ارسال کر دیں تاکہ آئندہ آنے والی کہانیوں میں سب سے پہلے آپ کا خط اور تصویر شائع ہو سکے۔

بہت جلد آپ کو عمرو عیار کے دو عظیم الشان خاص نمبر بھی پڑھنے کو ملیں گے جن میں سے ایک ''عمرو اور خزانہ طلسم'' میرا لکھا ہوا ہے اور دوسرا خاص نمبر ''عمرو اور شہنشاہ افراسیاب خطرے میں'' علی حسن گیلانی صاحب کا لکھا ہوا ہے۔ دونوں خاص نمبر باتصویر ہیں۔ انہیں ضرور پڑھیں۔ باتصویر کہانیوں کا یہ سلسلہ آپ کو کیسا لگا ہے اس سلسلے میں اگر آپ کوئی مشورہ دینا چاہیں تو آپ کے مشوروں پر ضرور عمل کیا جائے گا۔ اب اجازت دیجیے۔

اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔

آپ کا مخلص

والسلام

ظہیر احمد

شیخ چلی اپنے گدھے مگو پر سوار نہر کی طرف چلا جا رہا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں سنہری بین تھی۔ یہ وہی سنہری بین تھی جو اسے چند دن پہلے اس کے ایک بھاری بھرکم دوست گونگلو نے لا کر دی تھی۔

گونگلو کو جنگل میں ایک بوڑھا جوگی ملا تھا جس نے گونگلو کو بین دیتے ہوئے کہا تھا کہ یہ بین وہ شیخ چلی کو جا کر دے دے۔ جب شیخ چلی اس بین کو بجائے گا تو اس کے سامنے بے شمار خزانوں کے راز کھل جائیں گے۔

شیخ چلی خزانے ڈھونڈنے والی بین حاصل کر کے بے حد خوش ہوا تھا۔ بین بجانے سے اسے کوئی خزانہ تو نہیں ملا تھا لیکن بین بجتے ہی اس سے دھواں نکل

آیا تھا جس نے ایک خوبصورت پری کا روپ دھار لیا تھا۔ اس پری کا نام عسکا پری تھا۔

عسکا پری نے شیخ چلی کو بتایا کہ وہ کئی سو برسوں سے اس بین میں قید تھی اور اب وہ شیخ چلی کے بین بجانے کی وجہ سے بین کی قید سے آزاد ہوئی ہے اس لئے وہ ایک ماہ تک اس کی کنیز بن کر رہے گی اور اس کی ہر خواہش پوری کرے گی۔ عسکا پری، شیخ چلی کو ایک خزانے کا پتہ بتاتے ہوئے اسے ایک جنگل میں لے گئی تھی جہاں شیخ چلی کا مقابلہ ایک پجاری جادوگر سے ہوا تھا۔ اس جنگل میں ایک ناگن بھی رہتی تھی جو انسانی روپ میں ایک طلسمی خیمے میں چھپی ہوئی تھی۔ شیخ چلی نے ناگ رانی کی مدد کرتے ہوئے نہ صرف اس کی پجاری جادوگر سے جان بچائی تھی بلکہ ناگ رانی کے لئے اس نے پجاری جادوگر کو بھی ہلاک کر دیا تھا۔

شیخ چلی چونکہ موٹے دماغ کا مالک تھا اس لئے وہ بین گھر میں لا کر اپنے پرانے صندوق میں رکھ کر بھول گیا تھا۔ پھر آج اسے اچانک اس سنہری بین

اور عسکا پری کا خیال آیا تو اس نے فوراً صندوق کھولا اور اس میں سے بین نکال لی۔(اس کے لئے شیخ چلی کا نیا اور انوکھا کارنامہ ”شیخ چلی اور ناگ رانی“ ضرور پڑھیں)۔

گھر میں چونکہ اس کی بوڑھی ماں موجود تھی اس لئے شیخ چلی بین بجا کر عسکا پری کو وہاں نہیں بلانا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے بین اپنے لباس میں چھپائی اور اپنے گدھے مگو کے ساتھ گھر سے نکل کھڑا ہوا۔

گدھے پر سوار ہو کر وہ نہر کی جانب جا رہا تھا جہاں اس وقت کوئی نہیں ہوتا تھا۔ شیخ چلی نہر کے کنارے پر جا کر بین بجانا چاہتا تھا تاکہ کوئی اسے بین بجاتے اور بین سے عسکا پری کو باہر نکلتے نہ دیکھ سکے۔ شیخ چلی گاؤں سے نکل کر جنگل سے ہوتا ہوا نہر کی طرف جا رہا تھا۔

جنگل میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ وہاں جنگلی جانور تو تھے نہیں۔ درختوں پر بسیرا کرنے والے پرندے بھی دانہ چگنے کے لئے گئے ہوئے تھے اس لئے جنگل ضرورت سے زیادہ خاموش تھا۔ جنگل میں کسی کو نہ پا

کر شیخ چلی نے لباس سے بین نکالی اور اسے منہ میں دبا کر زور زور سے پھونکیں مارنا شروع ہو گیا۔ اس کے پھونکیں مارنے کی وجہ سے بین سے پہلے تو عجیب سی آوازیں نکلیں پھر اس میں سے خود بخود انتہائی مسحور کن دھن نکلنے لگی۔

بین سے خوبصورت دھن نکلتے دیکھ کر شیخ چلی خود ہی اس دھن میں مست ہو گیا اور اس نے آنکھیں بند کر کے بین میں زور زور سے پھونکیں مارنی شروع کر دیں۔ مگو گدھا بھی بین کی دھن پر مست انداز میں شیخ چلی کو لئے ہوئے چلتا جا رہا تھا۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا ہو گا کہ اچانک ایک درخت پر سے ایک بڑا سا ناگ اچھل کر اس پر آ گرا ناگ زرد رنگ کا تھا جس پر سبز رنگ کے دائرے نما دھبے تھے۔ ناگ کا منہ بے حد بڑا تھا۔ مگو کی گردن پر گرتے ہی ناگ تیزی سے اس کی گردن میں لپٹ گیا اور اس نے اپنا بڑا سا سر اٹھا کر مگو پر بیٹھے ہوئے شیخ چلی کی جانب کر دیا۔

ناگ کو اپنی گردن سے لپٹا دیکھ کر مگو کی حالت

غیر ہو گئی تھی اور وہ وہیں رک گیا تھا۔ ناگ نے شیخ چلی کی جانب دیکھتے ہوئے اپنا بھاڑ جیسا منہ کھول لیا تھا اور اس کے منہ سے سرخ رنگ کی دو شاخہ زبان بھی باہر نکل آئی تھی۔

شیخ چلی ناگ کی موجودگی سے بے خبر بین بجاتا چلا جا رہا تھا، اسے مگو کے رکنے کا بھی احساس نہیں ہوا تھا پھر جب ناگ نے زور زور سے پھنکاریں ماریں اور شیخ چلی کو اپنے چہرے پر ناگ کی پھنکاروں کے گرم بھبکے محسوس ہوئے تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔ وہ چونکہ لاشعوری طور پر بین بجا رہا تھا اس لئے ناگ کو اپنے سامنے دیکھ کر بھی جیسے اسے ناگ کی موجودگی کا احساس نہیں ہوا تھا اس نے ناگ کو دیکھا اور پھر آنکھیں بند کر لیں لیکن دوسرے لمحے اس کے شعور میں جب اس ناگ کی شکل ابھری تو شیخ چلی نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں اور پھر ناگ دیکھ کر اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔

بین بدستور شیخ چلی کے منہ سے لگی ہوئی تھی اور وہ منہ پھلائے اور آنکھیں پھاڑے ناگ کی طرف دیکھتا

چلا جا رہا تھا۔ شیخ چلی چند لمحے بین بجاتا رہا پھر اس نے بین منہ سے ہٹا لی اور انتہائی خوف بھری نظروں سے ناگ کی جانب دیکھنے لگا۔

”تت۔ تت۔ تم۔ تم عسکا پری ہو نا۔ اس بین کی پری۔ لیکن تم پری کی بجائے ناگ بن کر میرے سامنے کیوں آئی ہو“۔ شیخ چلی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ بین سے عسکا پری نے نکل کر ناگ کا روپ دھار رکھا ہے۔

”کون عسکا پری۔ میں کاشول ناگ ہوں“۔ ناگ کے منہ سے انسانی آواز نکلی۔

”نن۔ نن۔ ناگ۔ کیا تم اصلی ناگ ہو“۔ شیخ چلی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں اصلی ناگ ہوں“۔ ناگ نے جواب دیا تو شیخ چلی کا رنگ خوف سے زرد ہو گیا۔

”لل لل۔ لیکن تم یہاں کیوں آئے ہو اور تم مگو کی گردن پر کیوں لپٹ گئے ہو۔ چھوڑ دو اس کی گردن ورنہ اس کا دم گھٹ جائے گا اور یہ ہلاک ہو جائے گا“۔ شیخ چلی نے کہا۔

”میں اسی جنگل میں رہتا ہوں۔ تم جس دھن میں بین بجا رہے تھے مجھے وہ دھن بے حد پسند آئی تھی اس لئے جیسے ہی تم گدھے کو لے کر اس درخت کے نیچے سے گزرے جس پر میں موجود تھا۔ میں نے نیچے چھلانگ لگا دی اور گدھے کی گردن سے لپٹ گیا تاکہ میں نزدیک سے تمہاری بین کی دھن سن سکوں“۔ ناگ نے جواب دیا۔

”لیکن میں نے تو بین عسکا پری کو بلانے کے لئے بجائی تھی“۔ شیخ چلی نے اسی انداز میں کہا۔

”کون عسکا پری“۔ ناگ نے پوچھا۔

”وہ پری جو اس بین کی قیدی ہے۔ میں جب بھی بین بجاتا ہوں تو وہ دھواں بن کر بین سے نکلتی ہے اور میرے سامنے مجسم حالت میں آ جاتی ہے“۔ شیخ چلی نے کہا۔

”تم کافی دیر سے بین بجا رہے ہو لیکن میں نے تو اس بین میں سے دھواں نکلتے نہیں دیکھا“۔ ناگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”شاید عسکا پری بین میں سو رہی ہو گی“۔ شیخ چلی

نے اپنی عقل کے مطابق جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بہرحال۔ تم بین اچھی بجا لیتے ہو۔ مجھے تمہاری بین کی دھن بے حد پسند آئی ہے۔ ایک بار پھر بجاؤ بین میں کچھ دیر بین کی دھن سننا چاہتا ہوں۔ پھر میں واپس چلا جاؤں گا''۔ ناگ نے کہا۔

''میں بین بجاؤں گا تو تم مجھے اور مگو کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤ گے نا''۔ شیخ چلی نے پوچھا۔

''نہیں۔ میں تم دونوں کو کچھ نہیں کہوں گا حالانکہ میں آدم خور ناگ ہوں۔ میں آج ہی نہر کے راستے اس جنگل میں آیا ہوں۔ میں انسانوں کے جسم سے لپٹ کر اس کی ساری ہڈیاں توڑ کر اسے ہلاک کر دیتا ہوں اور پھر اس کی گردن میں دانت گاڑ کر اس کا سارا خون چوس جاتا ہوں۔ تم اگر مجھے اسی طرح بین بجا کر خوش کرتے رہو گے تو میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا لیکن اگر تم نے اچھی بین نہ بجائی اور مجھے مایوس کیا تو پھر میں تمہیں بھی ہلاک کر کے تمہارا سارا خون پی جاؤں گا''۔ ناگ نے کہا تو شیخ چلی بری طرح سے کانپ اٹھا۔

''نن۔ نن۔ نہیں نہیں۔ میں اچھی بین بجاؤں گا بہت اچھی جسے سن کر تم جھوم اٹھو گے''۔ شیخ چلی نے کہا اور اس نے بین ایک بار پھر اپنے منہ سے لگا لگی اور بے تکے انداز میں بین میں پھونکیں مارنے لگا۔ بین سے پہلے تیز آواز نکلی اور پھر اچانک اس میں سے مخصوص دھن نکلنا شروع ہو گئی۔ ناگ اس دھن پر جیسے مست سا ہو گیا اور وہ بین کی دھن پر اپنا سر ہلانا شروع ہو گیا۔ اسی لمحے اچانک بین کے سوراخوں سے سیاہ دھواں نکلنا شروع ہو گیا۔ بین سے سیاہ دھواں نکلتے دیکھ کر شیخ چلی کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

''یہ کیا۔ یہ تمہاری بین سے دھواں کیوں نکل رہا ہے۔ رک جاؤ۔ مت بجاؤ بین۔ میں کہتا ہوں رک جاؤ''۔ ناگ نے بین سے دھواں نکلتے دیکھ کر بری طرح سے چیختے ہوئے کہا لیکن شیخ چلی اب بھلا کہاں رکنے والا تھا وہ جانتا تھا کہ عسکا پری بین سے دھواں بن کر ہی نکلتی ہے اس لئے اس نے اور زور زور سے بین بجانی شروع کر دی۔

''رک جاؤ۔ بین مت بجاؤ۔ رک جاؤ۔ رک جاؤ''۔ ناگ مسلسل چیخ رہا تھا لیکن شیخ چلی بین بجاتا جا رہا تھا۔ ناگ چند لمحے چیختا رہا پھر اس نے اپنا سر گھما کر زمین پر ڈالا اور مگو کی گردن سے بل کھول کر تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا۔ مگو کی گردن سے اترتے ہی وہ تیزی سے ایک طرف دوڑتا چلا گیا جیسے بین سے نکلنے والے دھویں میں اس نے اپنی موت کی شکل دیکھ لی ہو۔

بین سے نکلنے والا دھواں شیخ چلی کے سامنے ایک جگہ جمع ہوتا جا رہا تھا پھر جیسے ہی بین سے دھواں نکلنا بند ہوا اسی لمحے جھماکا ہوا اور اچانک دھویں نے ایک نہایت خوبصورت پری کا روپ دھار لیا۔ یہ عسکا پری تھی جو ایک ماہ کے لئے شیخ چلی کی کنیز بن چکی تھی۔

''کیسے ہو شیخ چلی''۔ عسکا پری نے شیخ چلی کی جانب دیکھ کر مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''مم مم۔ میں ٹھیک نہیں ہوں اور مگو کی حالت بھی بے حد خراب ہے''۔ شیخ چلی نے خوف بھرے لہجے

میں کہا وہ مسلسل اس طرف دیکھ رہا تھا جس طرف زرد ناگ بھاگ گیا تھا۔ ناگ رینگتا ہوا درختوں کے پیچھے کہیں غائب ہو گیا تھا۔

''اوہ ہاں۔ تم دونوں تو بے حد ڈرے ہوئے ہوں۔ کیوں کیا ہوا ہے''۔ عسکا پری نے شیخ چلی اور گدھے مگو کو خوفزدہ دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ پوچھو کہ کیا نہیں ہوا ہے''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''چلو یہی بتا دو کہ کیا نہیں ہوا ہے''۔ عسکا پری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں تمہیں بلانے کے لئے بین بجا رہا تھا کہ اچانک ایک درخت پر سے مگو پر ایک خوفناک اژدہے جیسا ناگ آ گرا اور وہ مگو کی گردن سے لپٹ گیا تھا۔ ناگ بے حد بڑا اور خوفناک تھا۔ وہ انسانی آواز میں باتیں کر رہا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ آدمخور ناگ ہے۔ اگر میں نے اسے بین سے اچھی دھن نہ سنائی تو وہ مجھے بھی ہلاک کر دے گا''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''اوہ۔ کہاں ہے وہ ناگ''۔ عسکا پری نے چونک

کر کہا اور چاروں طرف دیکھنے لگی۔

''جب تم دھواں بن کر بین سے نکل رہی تھی تو وہ تمہیں دیکھ کر خوفزدہ ہو کر یہاں سے بھاگ گیا تھا۔ اگر تمہیں آنے میں تھوڑی سی اور دیر ہو جاتی تو وہ مگو کی گردن توڑ کر مجھے بھی ہلاک کر دیتا اور میرا سارا خون پی جاتا''۔ شیخ چلی نے خوف کے عالم میں اپنے گردن پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

''حیرت ہے۔ یہاں ایسا کون سا ناگ آ گیا ہے جو آدم خور ہے اور خون پیتا ہے''۔ عسکا پری نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''اس ناگ نے اپنا نام کاشول بتایا تھا''۔ شیخ چلی نے کہا تو کاشول ناگ کا سن کر عسکا پری بری طرح سے اچھل پڑی۔ اس کی آنکھوں میں بے پناہ حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

''کیا کہا کاشول ناگ۔ تم نے یہی نام بتایا ہے نا''۔ عسکا پری نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں اس نے یہی نام بتایا تھا''۔ شیخ چلی نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''یہ کاشول ناگ یہاں کہاں سے آ گیا۔ یہ تو یہاں سے ہزاروں میل دور کالے جنگلوں میں رہتا ہے جہاں دنیا بھر کے خطرناک اور طاقتور جاندار رہتے ہیں۔ جن میں ہاتھی، شیر، چیتے، گینڈے، اژدھے، مگرمچھ اور ایسے ہی دوسرے جاندار شامل ہیں''۔ عسکا پری نے کہا۔

''وہ شاید نہر کے راستے یہاں آیا تھا۔ ہاں ہاں مجھے یاد آیا۔ اس نے بھی یہی کہا تھا کہ وہ نہر کے راستے آیا ہے''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''یہ ناگ دنیا کے سب سے خطرناک اور انتہائی زہریلے ناگ ہوتے ہیں شیخ چلی۔ یہ ناگ واقعی انسانی خون پینے کے ساتھ انسانی گوشت بھی کھا جاتے ہیں اور ان ناگوں کی چند نسلیں تو ایسی ہیں جو انسان تو انسان ہاتھی جیسے گرانڈیل جانور کو بھی سالم نگل جاتی ہیں۔ اس ناگ کا انسانی آبادیوں کے قریب ہونا واقعی انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اگر کاشول ناگ یہاں ہے تو پھر سمجھ لو کہ تمہارے گاؤں کی اب خیر نہیں ہے۔ کاشول ناگ تمہارے گاؤں کے لوگوں پر

حملہ کرے گا اور انہیں ہلاک کر کر کے ان کا خون بھی پیئے گا اور ان کا گوشت بھی کھا جائے گا''۔ عسکا پری نے کہا۔

''ارے باپ رے۔ تو کیا کاشول ناگ میرے گاؤں کے تمام افراد کو ہلاک کر کے کھا جائے گا''۔ شیخ چلی نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ وہ بے حد طاقتور ہے۔ ایک بار وہ جسے اپنی گرفت میں لے لے وہ اس سے آزاد نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ تو تمہاری اور تمہارے گدھے مگو کی قسمت اچھی تھی کہ کاشول ناگ نے نہ تمہیں کاٹا تھا اور نہ ہی مگو کی گردن توڑی تھی۔ وہ تمہاری بین کی دھن پر مست ہو گیا تھا اور پھر جب اس نے بین سے مجھے نکلتے دیکھا تو وہ گھبرا گیا اور تم دونوں کو چھوڑ کر فوراً بھاگ گیا۔ اصل میں کاشول ناگ مجھے نہیں بلکہ سیاہ دھویں کو دیکھ کر بھاگا تھا کیونکہ کاشول ناگ کی تمام نسلیں آگ اور سیاہ دھویں سے بے حد ڈرتی ہیں اور جہاں آگ ہوتی ہے یا سیاہ دھواں اٹھ رہا ہوتا ہے تو وہ فوراً وہاں سے بھاگ جاتے ہیں''۔

عسکا پری نے کہا۔

''چلو اچھا ہوا کہ وہ بھاگ گیا ورنہ خواہ مخواہ میرے ہاتھوں مارا جاتا''۔ شیخ چلی نے عسکا پری کے سامنے اپنا سینہ پھلاتے ہوئے کہا۔

''اچھا ہوتا کہ تم اسے ہلاک کر دیتے۔ اب وہ نجانے کہاں نکل گیا ہے۔ اگر اسے جلد سے جلد تلاش کر کے ہلاک نہ کیا گیا تو شاید ہی تمہارے گاؤں کا کوئی شخص اس سے زندہ بچ سکے''۔ عسکا پری نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا کاشول ناگ میری بوڑھی اماں کو بھی ہلاک کر دے گا''۔ شیخ چلی نے بوکھلا کر کہا۔

''ہاں۔ وہ آدم خور ناگ ہے۔ اسے بوڑھے اور جوان سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ وہ جب چاہے جسے چاہے ہلاک کر سکتا ہے''۔ عسکا پری نے کہا۔

''نہیں نہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ ناگ نے اگر میری بوڑھی اماں کو مار دیا تو میں مسکین ہو جاؤں گا۔ میرا باپ پہلے ہی مر چکا ہے۔ میں پہلے ہی یتیم ہوں اگر میری اماں کو کچھ ہو گیا تو میں کیا کروں گا۔ میری

اماں ہی ہے جو دن بھر لوگوں کے گھر کام کر کے میرا اور اپنا پیٹ بھرتی ہے اور اماں نے مجھ سے وعدہ کر رکھا ہے کہ وہ بہت جلد میری کسی اچھی اور امیر لڑکی سے شادی بھی کرا دے گی۔ اگر اماں ہلاک ہو گئی تو میری شادی کون کرائے گا۔ پھر تو مجھے ساری زندگی کنوارہ ہی رہنا پڑے گا''۔ شیخ چلی نے رونی سی صورت بناتے ہوئے کہا۔

''اگر تم کہو تو میں ناگ کو تلاش کروں۔ وہ مل گیا تو ہم دونوں مل کر اسے ہلاک کر دیں گے''۔ عسکا پری نے کہا۔

''ہاں یہ ٹھیک ہے۔ تمہاری مدد سے میں نے پہلے ایک خطرناک پجاری جادوگر کو ہلاک کیا تھا۔ میں اس ناگ کو بھی ہلاک کر سکتا ہوں اور میں ایسا ضرور کروں گا۔ میں اس آدم خور ناگ سے اپنی بوڑھی اماں اور گاؤں والوں کو ضرور بچاؤں گا''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''بہت خوب۔ تم واقعی بے حد بہادر ہو اور میں تمہیں اس ناگ کے بارے میں ایک بات اور بتاتی

ہوں۔ یہ ناگ خزانوں کا بھی رسیا ہوتا ہے۔ یہ جہاں بھی رہتا ہے اپنے ساتھ بڑے بڑے خزانے رکھتا ہے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہوئے یہ اپنا خزانہ اپنے منہ اور پیٹ میں جمع کر لیتا ہے اور پھر جہاں بھی رہتا ہے سارا خزانہ وہیں اگل دیتا ہے۔ اگر ہم نے اس ناگ کا ٹھکانہ معلوم کر لیا تو تمہارے ہاتھ اس کا بڑا خزانہ آ سکتا ہے''۔ عسکا پری نے کہا تو اس کی بات سن کر شیخ چلی کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

''اوہ تو یہ خزانے والا ناگ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ یہاں آیا ہے تو یہ اپنے ساتھ خزانے کا ڈھیر بھی لایا ہو گا''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''ہاں۔ اس ناگ کو خزانے کے ڈھیر پر ہی نیند آتی ہے ورنہ یہ سو ہی نہیں سکتا''۔ عسکا پری نے کہا۔

''پھر تو میں اس ناگ کو ضرور ڈھونڈوں گا اور اس نے جہاں بھی اپنی پناہ گاہ بنا رکھی ہو گی میں وہاں بھی جاؤں گا اور وہاں موجود سارا ناگ خزانہ حاصل

کر لوں گا۔ اس خزانے سے میں اپنا بڑا سا محل بناؤں گا اور پھر میں شادی کر کے زندگی بھر عیش کروں گا''۔ شیخ چلی نے اپنی شیخی بگھارتے ہوئے کہا تو عسکا پری بے اختیار ہنس پڑی۔

''ہاں۔ ناگ خزانے سے تم واقعی اپنے لئے بڑا محل بھی بنا سکتے ہو اور کسی ملک کے بادشاہ کی بیٹی سے شادی بھی کر سکتے ہو۔ کاشول ناگ اپنے خزانے کی شکل میں سرخ ہیرے جمع کرتا ہے اور ان سرخ ہیروں کی قیمت تمہاری دنیا کے بادشاہوں کے شاہی خزانوں سے بھی زیادہ ہوتی ہے''۔ عسکا پری نے کہا اور شیخ چلی مسرت بھرے انداز میں اس بری طرح سے اچھلا کہ بمشکل گدھے سے گرتے گرتے بچا۔

''تو چلو۔ جلدی کرو۔ اس ناگ کو ڈھونڈو ایسا نہ ہو کہ وہ سارے سرخ ہیرے سمیٹ کر کسی اور طرف نکل جائے۔ ناگ رانی کے طلسمی خیمے کے نیچے دبا ہوا خزانہ تو میں حاصل نہیں کر سکا تھا لیکن ناگ خزانہ میں کسی بھی قیمت پر نہیں چھوڑوں گا اور ہر حال میں اس سے حاصل کر کے رہوں گا''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''کاشول ناگ کا ٹھکانہ تو میں معلوم کر لوں گی لیکن یہ سن لو کہ اس ناگ کو ہلاک کرنا اتنا آسان نہیں ہے''۔ عسکا پری نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''کیوں۔ اس ناگ کو ہلاک کرنے کے لئے کیا مجھے الٹا لٹکنا پڑے گا یا مجھے کسی کنویں میں چھلانگ لگانی پڑے گی''۔ شیخ چلی نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

''الٹا تو خیر تمہیں نہیں لٹکنا پڑے گا لیکن تمہیں اس ناگ کو ہلاک کرنے کے لئے ایک کنویں جسے چاہ فلفل کہتے ہیں میں جانا پڑے گا''۔ عسکا پری نے کہا۔

''چاہ فلفل۔ فلفل تو شاید مرچوں کو کہتے ہیں۔ کیا مجھے کسی مرچوں سے بھرے ہوئے کنویں میں جانا پڑے گا۔ لیکن کیوں''۔ شیخ چلی نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''بتاتی ہوں۔ صبر سے کام لو۔ پہلے میں یہ تو معلوم کر لوں کہ کاشول ناگ جنگل میں کہاں چھپا ہے اور وہ واقعی کاشول ناگ ہی ہے یا کوئی اور ناگ تمہارے سامنے آیا تھا جس نے تمہیں اپنا نام کاشول

بتایا تھا۔ اگر وہ مجھے مل گیا تو میں تمہیں فوراً چاہ فلفل میں لے جاؤں گی جہاں سے تمہیں ایک خنجر حاصل کرنا ہو گا۔ جب تک تمہارے پاس چاہ فلفل کا خنجر نہیں ہو گا تم کاشول ناگ کو، ہلاک نہیں کر سکو گے۔ وہ خنجر ایک ایسے انسان کا ہے جو جنگلوں میں رہتا تھا اور جنگل سے ہر نسل کے ناگ اور سانپ پکڑ کر انہیں ذبح کر کے کھا جاتا تھا۔ اس خنجر پر ہزاروں ناگوں اور سانپوں کا خون لگا ہوا ہے۔ جسے ایک دن دھونے کے لئے جنگلی انسان چاہ فلفل کی طرف گیا تو وہ خنجر اس کے ہاتھ سے نکل کر چاہ فلفل میں گر گیا تھا"۔ عسکا پری نے مسکرا کر کہا۔

"تو جاؤ۔ جلدی معلوم کرو۔ یہاں کھڑی میری شکل کیا دیکھ رہی ہو۔ مجھے تو بس ایک ہی فکر کھائے جا رہی ہے"۔ شیخ چلی نے کہا۔

"کس بات کی فکر"۔ عسکا پری نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یہی کہ اگر ناگ سرخ ہیروں کا خزانہ لے کر یہاں سے چلا گیا تو میں اسے کہاں ڈھونڈوں گا"۔

شیخ چلی نے کہا۔

"نہیں وہ جلدی یہاں سے نہیں جائے گا۔ اگر وہ کاشول ناگ ہے تو یہ ناگ ایک بار جہاں پڑاؤ ڈال دیتا ہے وہاں ایک دو ماہ ضرور رہتا ہے اور پھر اس جنگل کے قریب اچھی خاصی انسانی آبادی بھی تو ہے۔ وہ بھلا اتنے انسانوں کو چھوڑ کر کہاں جائے گا۔ انسانوں کی شکل میں یہاں اس کے لئے یہاں اچھی خاصی خوراک جو موجود ہے"۔ عسکا پری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن اسے ہلاک کرنے میں جتنا وقت ضائع ہو گا میرے شادی کے دن اتنے ہی مجھ سے دور ہوتے جائیں گے اور میں وقت سے پہلے ہی بوڑھا ہو جاؤں گا۔ اگر میں بوڑھا ہو گیا تو پھر مجھ سے کسی ملک کی شہزادی تو کیا اس گاؤں کی کوئی چمارن بھی شادی نہیں کرے گی"۔ شیخ چلی نے کہا تو عسکا پری بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"ٹھیک ہے۔ تم یہاں رک کر میرا انتظار کرو۔ میں ابھی آتی ہوں"۔ عسکا پری نے کہا اور پھر وہ اچانک



دھواں بنی اور پھر دھواں ہوا میں تحلیل ہوتا چلا گیا۔

عسکا پری کو وہاں سے غائب ہوتے دیکھ کر شیخ چلی گدھے سے اترا اور اسے جنگلی گھاس پھونس کھانے کے لئے کھلا چھوڑ دیا اور خود سامنے موجود ایک درخت کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں نرم اور ہری ہری گھاس اگی ہوئی تھی۔ اب ظاہر ہے اسے عسکا پری کا انتظار ہی کرنا تھا۔ جب تک وہ جنگل سے کاشول ناگ کا پتہ نہ لگا لیتی اس وقت تک شیخ چلی کیا کر سکتا تھا اس لئے وہ درخت کے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

سیاہ دھواں دیکھ کر کاشول ناگ بے حد ڈر گیا تھا۔ وہ فوراً گدھے سے اترا اور تیزی سے جنگل کی جانب بھاگ کھڑا ہوا۔ درختوں اور جھاڑیوں کے بیچ سے گزرتا ہوا وہ ایک جگہ گھنی جھاڑیوں میں موجود ایک بل میں گھستا چلا گیا۔

یہ بل باہر سے تنگ اور اندر سے کافی چوڑا لمبا چوڑا تھا۔ ناگ اس سرنگ میں تیزی سے آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ سرنگ جگہ جگہ سے مڑ رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے یہ سرنگ اسی ناگ نے بنائی ہو۔

کافی دیر مسلسل رینگتے رہنے کے بعد ناگ زمین کی تہہ میں ایک کھلی اور صاف جگہ پر پہنچ گیا۔ یہ جگہ کسی بڑے کمرے کی شکل میں تھی اور اس کمرے میں

نہایت قیمتی اور آرائشی سامان سجا ہوا تھا۔ سامنے ایک بڑا پلنگ تھا جس پر سرخ رنگ کا بستر لگا ہوا تھا۔ پلنگ کے دائیں طرف ایک مسند تھی۔ ناگ تیزی سے رینگتا ہوا اس مسند کے پاس آیا اور پھر وہ اچھل کر مسند پر سوار ہو گیا۔ مسند پر آتے ہی اس نے کنڈلی ماری اور پھن اٹھا کر بیٹھ گیا۔ پھر اچانک اس کے جسم کے گرد دھواں سا پھیل گیا۔ اس کا سارا وجود دھوئیں میں چھپ گیا تھا۔ کچھ دیر تک وہ دھوئیں میں چھپا رہا پھر آہستہ آہستہ دھواں چھٹنے لگا۔

جب دھواں مکمل طور پر چھٹ گیا تو مسند پر ناگ کی جگہ ایک انسان بیٹھا ہوا دکھائی دے رہا تھا جو بے حد بوڑھا اور سیاہ فام تھا۔ بوڑھے نے سیاہ رنگ کا لباس پہن رکھا تھا جس پر زرد رنگ کی لکیریں اور سبز رنگ کے گول دھبے سے بنے ہوئے تھے۔ بوڑھے کی پیشانی پر سیاہ رنگ کے ایک ناگ کا نشان گدا ہوا تھا اور اس کے کانوں میں جو بالیاں تھیں ان میں چھوٹی چھوٹی انسانی کھوپڑیاں جھولتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

بوڑھے کے سر کے بال اور داڑھیں مونچھیں سفید تھیں۔ اس کی آنکھیں گول اور چھوٹی چھوٹی سی تھیں۔ وہ بڑی شان سے مسند پر بیٹھا تھا جیسے کسی ملک کا بادشاہ ہو۔

بوڑھا چند لمحے گول اور چمکدار آنکھوں سے چاروں طرف دیکھتا رہا پھر اس نے زور سے تالی بجائی تو اچانک اس کے سامنے جھماکا سا ہوا اور اس کے سامنے ایک خوبصورت لڑکی نمودار ہو گئی۔ لڑکی نے سر سے پاؤں تک سرخ لباس پہن رکھا تھا اور اس کے ہاتھوں میں ایک ٹرے تھی جس پر ایک لمبے منہ والی صراحی رکھی ہوئی تھی۔ صراحی کے ساتھ ایک بڑا گلاس بھی تھا۔

”ہمیں انسانی خون پلاؤ کنیز“۔ بوڑھے نے سرخ لباس والی لڑکی کی جانب دیکھتے ہوئے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

”جو حکم آقا“۔ کنیز نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس نے ٹرے بوڑھے کے سامنے رکھی ہوئی میز پر رکھی اور میز کے قریب بیٹھ گئی پھر اس نے صراحی

اٹھائی اور اس میں موجود خون گلاس میں انڈیلنے لگی۔ جب گلاس خون سے بھر گیا تو اس نے صراحی ایک طرف رکھی اور بڑے مؤدب انداز میں گلاس لے کر اٹھ کھڑی ہوئی اور گلاس لے کر بوڑھے کے قریب آ کر اس کی جانب بڑھا دیا۔

بوڑھے نے اس سے گلاس لیا اور منہ سے لگا لیا اور گلاس میں موجود خون ایک ہی سانس میں پی لیا۔ جب اس نے گلاس منہ سے ہٹایا تو اس کے ہونٹ اور داڑھی مونچھیں خون سے سرخ ہو رہے تھے۔ اس نے گلاس لڑکی کو واپس دے دیا۔

”اور دوں آقا“۔ کنیز نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

”نہیں۔ ابھی نہیں۔ تم جاؤ اور میرے پاس ساگڑی کو بھیجو مجھے اس سے ضروری بات کرنی ہے“۔ بوڑھے نے کہا۔

”جو حکم آقا“۔ کنیز نے اسی طرح بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس نے گلاس ٹرے میں رکھا اور پھر اس نے صراحی اور گلاس والی ٹرے اٹھائی اور اچانک وہاں سے غائب ہو گئی۔ ابھی چند ہی لمحے گزرے



ہوں گے کہ اچانک ایک زور دار کڑاکا سا ہوا اور بوڑھے کے سامنے ایک سیاہ فام بڑھیا نمودار ہو گئی۔ بڑھیا کا سارا جسم سفید بالوں سے بھرا ہوا تھا وہ انسان کم اور خونخوار بھیڑیئے جیسے زیادہ دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی آنکھوں کا رنگ سفید تھا۔

''ساگڑی حاضر ہے آقا''۔ بڑھیا نے انتہائی چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

''ساگڑی۔ آج میں نے اس آدم زاد کو دیکھ لیا ہے جس کے پاس سنہری بین ہے۔ وہ اسی علاقے میں رہتا ہے۔ وہ گدھے پر سوار بین بجاتا ہوا جنگل میں آیا تھا۔ میں اس سے بین چھین لینا چاہتا تھا لیکن اس کے بین بجانے کا انداز اس قدر دلفریب تھا کہ میں اس کی دھن پر مست ہو گیا تھا۔ مجھے اس کی دھن اس قدر اچھی لگی تھی کہ میں نے اس سے بین مانگنے کی بجائے اسے پھر سے بین بجانے کا کہہ دیا۔ اس نے بین بجائی تو بین سے اچانک سیاہ دھواں نکلنا شروع ہو گیا۔ بین میں موجود عسکا پری شاید جاگ گئی تھی۔ وہ بین سے باہر آ رہی تھی اس لئے مجھے

گدھے اور آدم زاد شیخ چلی کو چھوڑ کر وہاں سے بھاگنا پڑا۔ اگر عسکا پری مجھے دیکھ لیتی تو وہ فوراً مجھے پہچان لیتی کہ میں کاشول ناگ کے بھیس میں کون ہوں۔ وہ میری دشمن بن جاتی اور مجھے فوراً ہلاک کر دیتی اس لئے میں وہاں سے بھاگ کر فوراً اس خفیہ ٹھکانے پر آ گیا ہوں۔ اب تم مجھے بتاؤ کہ میں کیا کروں اور ایسا کون سا طریقہ اختیار کروں کہ آدم زاد شیخ چلی سنہری بین اپنی مرضی اور اپنی خوشی سے میرے حوالے کر دے۔ بین حاصل کرتے ہی عسکا پری میری غلامی میں آ جائے گی اور پھر وہ میرے ہر حکم کی تعمیل کرے گی۔ میں عسکا پری کی مدد سے جنات اور دیوؤں کی طرح بڑی بڑی طاقتیں حاصل کر سکتا ہوں اور پوری دنیا پر راج کر سکتا ہوں"۔ بوڑھے نے کہا۔ بڑھیا غور سے اس کی باتیں سن رہی تھی۔

"آپ کو اچھا موقع ملا تھا آقا۔ آدم زاد شیخ چلی عقل کا اندھا ہے۔ اسے ابھی عسکا پری کی طاقتوں کا اندازہ نہیں ہے اور نہ ہی وہ عسکا پری سے اپنے لئے کوئی ڈھنگ کا کام لے سکتا ہے۔ شیخ چلی بے حد

موٹے دماغ کا انسان ہے۔ وہ ہر وقت خیالی پلاؤ پکاتا رہتا ہے کہ یہ ہو جائے تو وہ یہ کر لے گا یہ ہو جائے تو وہ یہ کر لے گا۔ اگر آپ اسے دولت کا لالچ دیتے تو وہ ہنسی خوشی سنہری بین آپ کے حوالے کر دیتا"۔ بڑھیا نے کہا جس کا نام ساگڑی تھا۔

"ہاں۔ میں یہی سوچ کر شیخ چلی کے سامنے گیا تھا لیکن بس بین کی دھن نے جیسے میرا سارا دماغ خالی کر دیا تھا ورنہ سنہری بین اب میرے پاس ہوتی"۔ بوڑھے نے کہا۔

"اب جب تک عسکا پری بین سے باہر ہے آپ یہیں چھپے رہیں ورنہ واقعی عسکا پری کو آپ کی حقیقت کا علم ہو جائے گا کہ آپ کاشول نسل کے ناگ نہیں بلکہ کوہ قاف کے جن ہیں جو ہر روپ بدل سکتے ہیں اور عسکا پری کو آپ کے تمام ارادوں کا بھی علم ہو جائے گا کہ آپ اسے اپنی کنیز بنا کر اس کی مدد سے کوہ قاف اور پرستان پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سب جان کر وہ آپ کی دشمن بن جائے گی اور پھر وہ کبھی آپ کے ہاتھ نہیں آئے گی"۔ ساگڑی

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اگر میں باہر نہ گیا تو پھر مجھے وہ بین کیسے ملے گی اور مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ عسکا پری بین میں واپس چلی گئی ہے''۔ بوڑھے نے کہا جو اصل میں کوہ قاف کا جن تھا۔ اس کا نام شمولا جن تھا جو شیخ چلی سے سنہری بین حاصل کر کے عسکا پری کو اپنی کنیز بنانا چاہتا تھا اور پھر وہ عسکا پری کی طاقتوں سے کام لے کر کوہ قاف اور پرستان کی تمام ریاستوں پر قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ وہ کافی عرصے سے سنہری بین کی تلاش میں تھا لیکن اسے بین نہیں مل رہی تھی۔ اس جن کے قبضے میں چند شیطانی طاقتیں بھی تھیں جو اس کے مدد کے لئے سنہری بین تلاش کرتی پھر رہی تھیں۔

پھر ایک دن شمولا جن کو اس کی ایک شیطانی طاقت نے اسے بتایا کہ اسے سنہری بین کا پتہ چل گیا ہے۔ اس شیطانی طاقت نے بتایا کہ بین اس وقت آدم زادوں کی دنیا میں ایک احمق اور موٹے دماغ کے مالک شیخ چلی نامی آدم زاد کے پاس ہے۔ جسے یہ بین ایک نیک دل جوگی نے تحفے میں دی تھی۔

شمولا جن نے فوری طور پر اس آدم زاد کا پتہ لگایا اور اس علاقے میں پہنچ گیا جہاں شیخ چلی رہتا تھا۔ شمولا جن کی جادوئی طاقتیں شیخ چلی کی مسلسل نگرانی کر رہی تھیں۔ جب شیخ چلی گھر سے بین لے کر نکلا تھا تو شمولا جن کی جادوئی طاقت نے اسے فوراً اس کے پاس پہنچ کر اسے بتا دیا کہ شیخ چلی جنگل کی طرف آ رہا ہے تو شمولا جن ایک ناگ کا روپ بدل کر اس جنگل میں پہنچ گیا۔ وہ شیخ چلی سے اس کی سنہری بین حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن شیخ چلی نے جنگل میں داخل ہوتے ہی بین بجانی شروع کر دی اور چونکہ شمولا جن ناگ بنا ہوا تھا اس لئے وہ بین کی دھن میں مست ہو گیا اور وہ یہ بھول گیا کہ اسے شیخ چلی سے بین حاصل کرنی تھی۔ شیخ چلی کی بین سے دھواں نکلتے دیکھ کر شمولا جن سمجھ گیا تھا کہ بین سے عسکا پری نکل رہی ہے تو وہ فوراً جنگل سے بھاگ آیا تھا۔

''کیا تم بتا سکتی ہو کہ اس وقت شیخ چلی کہاں ہے اور اس نے بین سے عسکا پری کو باہر کیوں بلایا

تھا''۔ شمولا جن نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد ساگڑی سے پوچھا۔

''میں دیکھتی ہوں''۔ ساگڑی نے کہا اور اچانک اس کا جسم سفید دھویں میں تبدیل ہو گیا۔ دھواں تیزی سے سمٹتا چلا گیا اور پھر وہاں سے غائب ہو گیا۔ کچھ دیر بعد دھواں دوبارہ وہاں نمودار ہوا اور اس نے ایک بار پھر بڑھیا ساگڑی کا روپ دھار لیا۔

''آقا۔ شیخ چلی ابھی جنگل میں ہی ہے اور عسکا پری جنگل میں نہیں ہے اور نہ ہی وہ بین میں واپس گئی ہے۔ جنگلوں سے نکل کر وہ کہاں گئی ہے اس کے بارے میں مجھے معلوم نہیں ہے''۔ ساگڑی نے کہا۔

''ہونہہ۔ اب نجانے وہ کب سنہری بین میں واپس جائے گی۔ جب تک وہ بین سے باہر ہے میں اس غار سے باہر نہیں جا سکتا ورنہ اسے میری ساری حقیقت کا علم ہو جائے گا''۔ شمولا جن نے غراتے ہوئے کہا۔

''آپ اپنی جادوئی طاقتوں سے شیخ چلی کی نگرانی

کرائیں آقا۔ جیسے ہی عسکا پری بین میں واپس جائے آپ فوراً شیخ چلی کے پاس پہنچ جائیں اور اس سے بین حاصل کر لیں''۔ ساگڑی نے کہا۔

''ایسا نہ ہو کہ میں شیخ چلی کے سامنے جاؤں اور عسکا پری خود ہی بین سے نکل آئے۔ ایسا ہوا تو وہ مجھے نہیں چھوڑے گی اور شیخ چلی سے بین مجھے کسی صورت میں نہیں لینے دے گی''۔ شمولا جن نے کہا۔

''نہیں آقا۔ ایسا نہیں ہو گا۔ عسکا پری جب بین میں چلی جاتی ہے تو وہ اس وقت تک بین سے باہر نہیں نکل سکتی جب تک شیخ چلی بین نہ بجائے''۔ ساگڑی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر ٹھیک ہے۔ میں شیخ چلی سے بین حاصل کر لوں گا''۔ شمولا جن نے خوش ہو کر کہا۔

''اگر آپ کہیں تو میں شیخ چلی سے بین حاصل کرنے کا آپ کو ایک آسان سا طریقہ بتاؤں''۔ ساگڑی نے کہا۔

''ہاں ہاں۔ کیوں نہیں۔ یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔ بولو۔ کون سا ہے آسان طریقہ''۔ شمولا جن نے

کہا۔ تو ساگڑی اسے بتانے لگی کہ وہ کس طرح سے شیخ چلی سے اس کی سنہری بین حاصل کر سکتا ہے۔

اس کی ترکیب سن کر شمولا جن کا چہرہ کھل اٹھا۔

''بہت خوب۔ واقعی یہ شاندار ترکیب ہے۔ میں اگر پہلے ہی اس ترکیب پر عمل کرتا تو اب تک بین میرے ہاتھوں میں ہوتی۔ اس طریقے سے تو شیخ چلی کو آسانی سے احمق بنایا جا سکتا ہے۔ اس طریقے پر عمل کر کے شیخ چلی آسانی سے اور ہنسی خوشی سے بین میرے حوالے کر دے گا''۔ شمولا جن نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں آقا۔ بس آپ کو یہ خیال رکھنا ہے کہ آپ شیخ چلی کے پاس اس وقت جائیں جب عسکا پری بین سے باہر نہ ہو''۔ ساگڑی نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے۔ میں اتنا احمق نہیں ہوں''۔ شمولا جن نے منہ بنا کر کہا۔

''تو کیا میں اب جاؤں''۔ ساگڑی نے شمولا جن کو منہ بناتے دیکھ کر پوچھا۔

''ہاں جاؤ۔ مجھے جب تمہاری ضرورت ہو گی تو

میں خود ہی تمہیں بلا لوں گا''۔ شمولا جن نے کہا تو ساگڑی نے اثبات میں سر ہلایا اور وہ ایک بار پھر دھویں میں تبدیل ہو گئی۔ چند لمحوں تک دھواں ہوا میں لہراتا رہا پھر آہستہ آہستہ ہوا میں تحلیل ہوتا چلا گیا۔

''جلدی کرو عسکا پری۔ سنہری بین میں واپس چلی جاؤ۔ تمہارے بین میں جاتے ہی میں شیخ چلی کے پاس پہنچ جاؤں گا اور اس سے بین حاصل کر لوں گا پھر تم میری کنیز ہو گی۔ صرف میری''۔ ساگڑی کے جاتے ہی شمولا جن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے شیخ چلی کی نگرانی کے لئے پہلے ہی جادوئی طاقتوں کو باہر چھوڑ رکھا تھا وہ جانتا تھا کہ جیسے ہی عسکا پری شیخ چلی کا کام کر کے واپس بین میں جائے گی اس کی جادوئی طاقت اسے فوراً آ کر اس بات کی اطلاع دے دے گی۔

ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ اچانک ایک پٹاخہ سا چھوٹا اور شمولا جن کے سامنے ایک چھوٹی سی سرخ رنگ کی چڑیا نمودار ہو گئی۔ پٹاخے کی آواز سن

کر شمولا جن بری طرح سے چونک پڑا اور پھر اس کی نظر جیسے ہی سرخ چڑیا پر پڑی۔ اس کے چہرے پر رونق سی آ گئی۔

"عسکا پری جنگل میں واپس آ گئی ہے آقا اور وہ شیخ چلی کے پاس موجود سنہری بین میں سما گئی ہے"۔ سرخ چڑیا نے انسانی آواز میں چیختے ہوئے کہا اور شمولا جن فوراً اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ چڑیا اسے پیغام دیتے ہی فوراً جل کر راکھ ہو گئی تھی۔

شمولا جن کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ اسے اطلاع مل گئی تھی کہ عسکا پری، شیخ چلی کے پاس موجود بین میں واپس چلی گئی ہے۔ اب اسے فوراً شیخ چلی کے پاس پہنچنا تھا اور پھر وہ ساگڑی کی بتائی ہوئی ترکیب پر عمل کر کے شیخ چلی سے آسانی سے سنہری بین حاصل کر سکتا تھا۔

"کہاں رہ گئی ہو عسکا پری۔ جلدی آؤ۔ تمہارے انتظار میں یہاں پڑے پڑے میں سوکھ رہا ہوں"۔ شیخ چلی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ عسکا پری کافی دیر سے گئی ہوئی تھی اور ابھی تک لوٹ کر نہیں آئی تھی۔ شیخ چلی اس کے انتظار میں جنگل میں ہی رک گیا تھا۔ اس نے اپنے مگو گدھے کو جنگل کی گھاس کھانے کے لئے کھلا چھوڑ دیا تھا اور خود ایک درخت کے نیچے نرم گھاس پر آ کر بیٹھ گیا تھا۔

عسکا پری کا انتظار کر کر وہ تھک چکا تھا۔ سنہری بین اس کے سامنے رکھی ہوئی تھی۔ جسے وہ بار بار اٹھا لیتا تھا۔ جوں جوں عسکا پری کو واپس آنے میں دیر ہوتی جا رہی تھی شیخ چلی کی پریشانی بڑھتی جا رہی تھی

اور اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ بین بجا کر عسکا پری کو واپس بلا لے لیکن وہ یہ سوچ کر بین واپس رکھ دیتا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ عسکا پری جس چاہ فلفل کا پتہ لگانے کے لئے گئی ہو وہ بہت دور ہو۔ اگر وہ بین بجا لیتا تو عسکا پری راستے میں سے ہی اس کے پاس واپس آ جاتی۔

''بس ایک بار عسکا پری کسی طرح سے اس کاشول ناگ اور اس کا خزانہ ڈھونڈ لے تو پھر میں اس ناگ کو ہلاک کر کے اس کا سارا خزانہ حاصل کر لوں گا۔ سرخ ہیرے پا کر میری برسوں پرانی تمام خواہشیں پوری ہو جائیں گی جن کے میں دن رات خواب دیکھتا رہتا ہوں''۔ شیخ چلی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جھماکا ہوا اور شیخ چلی کے سامنے عسکا پری نمودار ہو گئی۔ عسکا پری بے حد سنجیدہ تھی اور اس کے چہرے پر الجھن اور قدرے پریشانی کے تاثرات تھے۔

عسکا پری کو نمودار ہوتے دیکھ کر شیخ چلی فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس کی جانب اشتیاق بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔

''آ گئی تم۔ بڑی دیر لگا دی تم نے آنے میں۔ کہاں رہ گئی تھی''۔ شیخ چلی نے پوچھا۔

''میں تمہارے ہی کام سے گئی تھی شیخ چلی۔ چاہ فلفل کی طرف جانے سے پہلے میں جنگل میں کاشول ناگ کو ایک بار دیکھنا چاہتی تھی۔ میں نے جنگل میں ہر جگہ کاشول ناگ کو تلاش کرنے کی کوشش کی تھی لیکن مجھے اس کا کہیں کچھ پتہ نہیں چل سکا تھا۔ یہاں تک کہ مجھے کاشول ناگ کی کہیں ہلکی سی بو بھی محسوس نہیں ہوئی تھی۔ میں حیران تھی کہ کاشول ناگ اگر اس جنگل میں موجود ہے تو وہ کہاں جا سکتا ہے۔ اگر وہ زمین کی تہہ میں بھی گھس گیا ہوتا تو جنگل میں اس کی بو تو ہونی چاہئے تھی لیکن مجھے اس کا کوئی نشان نہیں ملا ہے یہاں تک کہ میں جنگل کے باہر دوسرے علاقوں میں بھی دیکھ آئی ہوں مگر میں کاشول ناگ کا دور دور تک کچھ پتہ نہیں چلا سکی ہوں''۔ عسکا پری نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا تم اتنی دیر سے کاشول ناگ کو تلاش کرتی پھر رہی تھی۔ تم چاہ فلفل نہیں گئی تھی''۔ شیخ چلی

نے حیران ہو کر پوچھا۔

”نہیں۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ پہلے میں ناگ کا پتہ لگاؤں گی۔ جب مجھے اس کے ٹھکانے کا پتہ لگ جائے گا تو میں تمہیں اس جگہ لے جاؤں گی جہاں چاہ قلفل موجود ہے“۔ عسکا پری نے کہا۔

”ہونہہ۔ تم تو اب تک کاشول ناگ کا ہی پتہ نہیں لگا سکی ہو پھر بھلا تم مجھے اس کے خزانے تک کیسے پہنچاؤ گی“۔ شیخ چلی نے منہ بنا کر کہا۔

”اسی بات پر تو میں بھی حیران ہوں کہ اگر کاشول ناگ یہاں آیا تھا تو وہ کہاں چلا گیا اور مجھے اس کی بو کیوں نہیں مل رہی ہے“۔ عسکا پری نے کہا۔

”اپنی ناک کا علاج کراؤ۔ ہو سکتا ہے کہ تمہاری ناک بند ہو اسی لئے تمہیں کاشول ناگ کی بو محسوس نہ ہو رہی ہو“۔ شیخ چلی نے کہا۔

”نہیں ایسا نہیں ہے۔ میں جن زادی ہوں۔ جن زادیوں کی ناک بند نہیں ہوتی“۔ عسکا پری نے مسکرا کر کہا۔

”تو پھر ہو سکتا ہے کہ کاشول ناگ کسی خوشبودار

جھاڑیوں میں چلا گیا ہو جس کی وجہ سے تمہیں اس کی بو نہ مل رہی ہو“۔ شیخ چلی نے دور کی کوڑی لاتے ہوئے کہا۔

”ہاں ایسا ممکن ہے لیکن مجھے کم از کم جس جگہ کاشول ناگ تمہیں ملا تھا وہاں اور ان جگہوں پر تو اس کی بو محسوس ہونی چاہئے تھی جہاں سے وہ گزر کر خوشبو والی جھاڑیوں میں گیا تھا“۔ عسکا پری نے کہا۔

”تو پھر اب کیسے پتہ چلے گا کہ وہ ناگ کہاں ہے اور وہ کاشول نسل کا ہی ناگ ہے یا اس نے مجھے صرف اپنا نام ہی کاشول بتایا تھا“۔ شیخ چلی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”یہ واقعی سوچنا پڑے گا۔ تم مجھے اس ناگ کے بارے میں بتاؤ۔ وہ دیکھنے میں کیسا تھا اور اس کی لمبائی اور موٹائی کتنی تھی“۔ عسکا پری نے کہا۔

”میرے اندازے کے مطابق وہ دس فٹ لمبا ناگ تھا۔ وہ زیادہ موٹا تو نہیں تھا لیکن اس کا منہ بے حد بڑا تھا۔ اس کا رنگ زرد تھا۔ اس پر سبز اور بھورے رنگ کے دھبے پڑے ہوئے تھے“۔ شیخ چلی نے کہا۔

”کیا اس کے سر پر مڑے ہوئے چھوٹے چھوٹے سینگ بھی تھے کسی بچھو کے ڈنگ جیسے“۔ عسکا پری نے کہا تو شیخ چلی نے اپنے منہ میں انگلی دبا لی جیسے وہ سوچ رہا ہو۔

”نہیں۔ اس کے سر پر سینگ نہیں تھے“۔ شیخ چلی نے یاد کرتے ہوئے کہا۔

”کیا اس کی دم کا آخری سرا پتلا اور نیلے رنگ کا تھا“۔ عسکا پری نے پوچھا۔

”نہیں۔ اس کی دم زرد ہی تھی“۔ شیخ چلی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا اب یہ سوچ کر بتاؤ کہ اس ناگ کی آنکھیں کس رنگ کی تھیں اور کیسی تھیں۔ میرا مطلب ہے کہ اس ناگ کی آنکھیں گول تھیں یا لمبی“۔ عسکا پری نے پوچھا۔

”اس کی آنکھیں لمبی تھیں اور اس کا رنگ سیاہی مائل تھا“۔ شیخ چلی نے کہا تو عسکا پری ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

”افسوس کہ وہ کاشول نسل کا ناگ نہیں ہے۔

کاشول ناگ کی آنکھیں گول اور سرخ ہوتی ہیں۔ اس کے سر پر بچھو کے ڈنگ جیسے مڑے ہوئے سینگ بھی ہوتے ہیں اور اس کی دم کا سرا بھی نیلا ہوتا ہے“۔ عسکا پری نے کہا تو اس کی بات سن کر جیسے شیخ چلی کی امیدوں پر اوس سی پڑ گئی۔

”اوہ۔ اگر وہ کاشول نسل کا ناگ نہیں ہے تو پھر اس کا مطلب ہے کہ جو ناگ میرے سامنے آیا تھا اس کے پاس سرخ ہیروں کا خزانہ بھی نہیں ہو گا“۔ شیخ چلی نے مایوسی کے عالم میں کہا۔

”ہاں۔ تم نے مجھے جس ناگ کا حلیہ بتایا ہے وہ کالاشم نسل کے ناگ ہیں جو زہریلے نہیں ہوتے لیکن وہ ایک بار جس جاندار سے لپٹ جائیں تو انہیں بھینچ کر ان کی ساری ہڈیاں توڑ کر رکھ دیتے ہیں“۔ عسکا پری نے کہا۔

”اس نے میری ہڈیاں تو نہیں توڑی ہیں لیکن میرے سارے خواب چکنا چور کر دیئے ہیں۔ اب میں نہ سرخ ہیروں کا خزانہ حاصل کر سکتا ہوں نہ امیر ہو سکتا ہوں۔ نہ ہی اپنے لئے محل بنا سکتا ہوں اور نہ

میری کسی ملک کی شہزادی سے شادی ہو سکتی ہے"۔ شیخ چلی نے اسی طرح مایوس بھرے لہجے میں کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں تمہارے لئے کہیں اور سے خزانے ڈھونڈ نکالوں گی"۔ عسکا پری نے کہا۔

"پتہ نہیں کب ڈھونڈو گی۔ تمہاری آس میں کہیں میں بوڑھا ہی نہ ہو جاؤں"۔ شیخ چلی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں ہو گے تم بوڑھے۔ تمہارے بوڑھے ہونے سے پہلے ہی میں تمہیں کسی بڑے خزانے تک پہنچا دوں گی"۔ عسکا پری نے ہنس کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تو پھر جاؤ بین میں جا کر آرام کرو۔ میں نے تمہارا یہاں آچار تو ڈالنا نہیں ہے۔ کل میں پھر یہاں آؤں گا اور بین بجا کر تمہیں بین سے باہر بلا لوں گا۔ کل جا کر تم میرے لئے کسی خزانے کا پتہ لگا لینا"۔ شیخ چلی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کل میں لازمی طور پر تمہارے لئے کسی نہ کسی خزانے کا پتہ لگا لوں گی"۔ عسکا پری نے اسی طرح سے ہنستے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی وہ دھویں

میں تبدیل ہوئی اور پھر دھواں لہریں کھاتا ہوا بین کی طرف بڑھا اور بین کے سوراخوں میں داخل ہو کر بین میں گھستا چلا گیا۔

"ہونہہ۔ لگتا ہے میری قسمت میں امیر ہونا لکھا ہی نہیں ہے۔ میں ساری زندگی امیر ہونے اور اپنی شادی کے بس خواب ہی دیکھتا رہ جاؤں گا۔ اماں سچ ہی کہتی ہے کہ میں کسی کام کا نہیں ہوں۔ جب تک میں ڈھیر ساری دولت نہیں کما لیتا اس وقت تک وہ میری کسی لڑکی سے شادی کیسے کرا سکتی ہے"۔ شیخ چلی نے غمگین لہجے میں کہا۔ وہ عسکا پری کی ناکامی سے بے حد ناراض تھا اسی لئے اس نے عسکا پری کو واپس بین میں جانے کا کہہ دیا تھا۔

شیخ چلی کچھ دیر وہاں کھڑا برے برے منہ بناتا رہا پھر وہ مردہ قدموں چلتا ہوا اپنے گدھے مگو کے پاس آیا اور اس پر سوار ہو گیا۔

"چلو مگو۔ گھر چلو۔ ہماری قسمت میں بس گھاس پھونس ہی رہ گیا ہے۔ ہم اور کر بھی کیا سکتے ہیں"۔ شیخ چلی نے بڑے مایوس لہجے میں کہا اور اس کی بات

سن کر مگو نے یوں سر ہلا دیا جیسے وہ شیخ چلی کی اس بات سے متفق ہو اور پھر وہ مڑ کر گھر کی طرف ہو لیا۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ اچانک شیخ چلی کو کسی عورت کے رونے کی آواز سنائی دی۔ عورت کے رونے کی آوازیں سن کر شیخ چلی کے کان کھڑے ہو گئے۔

”ارے یہ تو کسی عورت کے رونے کی آواز ہے۔ ذرا رکنا مگو۔ دیکھو تو اس ویران جنگل میں کون سی عورت رو رہی ہے“۔ شیخ چلی نے حیران ہوتے ہوئے کہا تو مگو وہیں رک گیا۔ شیخ چلی سر گھما گھما کر چاروں طرف دیکھ رہا تھا لیکن اسے وہاں کوئی عورت دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ شیخ چلی کو عورت کے رونے کی آواز سامنے موجود درختوں کے جھنڈ سے آ رہی تھی۔

”اس طرف چلو۔ آواز درختوں کے اس جھنڈ سے آ رہی ہے“۔ شیخ چلی نے مگو کو سامنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو مگو آگے بڑھنا شروع ہو گیا۔ مگو جوں جوں درختوں کے جھنڈ کی طرف جا رہا تھا عورت

کے رونے کی آواز تیز ہوتی جا رہی تھی۔ پھر جیسے ہی مگو شیخ چلی کو لے کر درختوں کے اس جھنڈ کے پاس پہنچا شیخ چلی کو ایک درخت کے پاس ایک خوبصورت لڑکی دکھائی دی۔ اس لڑکی نے شہزادیوں جیسا نہایت خوبصورت لباس پہن رکھا تھا۔ اس کے سر کے بال کھلے ہوئے تھے اور وہ درخت کے تنے سے ٹیک لگائے زار قطار روئے جا رہی تھی۔ لڑکی کے سامنے ایک گہرا گڑھا سا بنا ہوا تھا۔ گڑھے کے ارد گرد کی مٹی ابھی نرم اور گیلی تھی جیسے وہ گڑھا بھی کچھ دیر قبل ہی وہاں کھودا گیا ہو۔

جنگل میں شہزادیوں والے لباس والی خوبصورت لڑکی کو دیکھ کر شیخ چلی حیران رہ گیا۔ وہ فوراً اپنے گدھے سے اترا اور تیز تیز چلتا ہوا لڑکی کے پاس پہنچ گیا۔ لڑکی کا لباس جگہ جگہ سے پھٹا ہوا تھا اس کے پیروں میں جوتیاں بھی نہیں تھیں اور اس کے جسم پر کوئی زیور بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا حالانکہ شہزادیوں کے جسم زیورات سے لدے ہوتے تھے۔

”کیا بات ہے اچھی لڑکی۔ تم رو کیوں رہی ہو اور

اس ویران جنگل میں کہاں سے آئی ہو''۔ شیخ چلی نے اس کی جانب ہمدرد بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ لڑکی شیخ چلی کی آواز سن کر یوں اچھلی جیسے اسے اچانک کسی انتہائی زہریلے سانپ نے ڈس لیا ہو اور پھر وہ شیخ چلی کی جانب یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگی جیسے اسے شیخ چلی کے آنے کا پتہ ہی نہ چلا ہو۔ لڑکی بے حد حسین تھی۔ شیخ چلی اس کے چہرے کی طرف یک ٹک دیکھے چلا جا رہا تھا۔

''تت۔ تت۔ تم کون ہو''۔ لڑکی نے شیخ چلی کی جانب خوف بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میں شیخ چلی ہوں۔ یہاں قریب ہی چاہ پلپلی والا گاؤں ہے میں وہاں رہتا ہوں''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ تم انسان ہو اور واقعی گاؤں میں رہتے ہو''۔ لڑکی نے بدستور اس کی جانب خوف بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں اچھی لڑکی۔ میں انسان ہی ہوں۔ دیکھ لو میرے تمہارے جیسے دو ہاتھ، دو پاؤں، دو آنکھیں، دو کان اور ایک ناک ہے اور میں تمہاری طرح بول اور



سن بھی سکتا ہوں''۔ شیخ چلی نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔ لڑکی چند لمحے اس کی جانب ڈری ڈری نظروں سے دیکھتی رہی پھر وہ آگے بڑھی اور شیخ چلی کے قریب آ گئی۔

''کک۔ کک۔ کیا میں ایک بار تمہیں چھو کر دیکھ سکتی ہوں''۔ لڑکی نے اسی طرح سے ڈرے ڈرے سے لہجے میں کہا۔

''ہاں ہاں۔ کیوں نہیں۔ چھو کر دیکھ لو مجھے میں تم سے جھوٹ نہیں کہہ رہا ہوں میں واقعی انسان ہوں''۔ شیخ چلی نے مسکرا کر کہا تو لڑکی نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کا ہاتھ اور اس کی انگلیاں چھو چھو کر دیکھنے لگی۔

''اوہ اوہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ تم انسان ہو۔ تم میرے جیسے انسان ہی ہو''۔ لڑکی نے یکلخت انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا تو شیخ چلی اس کے بھولے پن پر بے اختیار ہنس پڑا۔

''تو کیا تم مجھے جن بھوت سمجھ رہی تھی''۔ شیخ چلی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''جج۔ جج۔ جن بھوت۔ ہاں ہاں۔ میں تمہیں جن سمجھ رہی تھی۔ وہی جن جس نے مجھے میرے محل سے اٹھا کر یہاں لا پھینکا ہے اور میری ساری دولت اور میرے سارے زیورات مجھ سے چھین کر لے گیا ہے''۔ لڑکی نے کہا تو شیخ چلی بری طرح سے اچھل پڑا۔

''جن تمہاری دولت اور زیورات چھین کر لے گیا ہے۔ کیا مطلب''۔ شیخ چلی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''میں ملک شام کی شہزادی مہ جبین ہوں۔ میں نے اپنے پاس بہت سی دولت جمع کر رکھی تھی شیخ چلی جسے میں نے لوگوں کی نظروں سے چھپانے کے لئے اس جنگل میں چھپا رکھی تھی۔ یہ تم جو گڑھا دیکھ رہے ہو میں نے اپنی ساری دولت سب سے چھپا کر اس گڑھے میں چھپا دی تھی جس کے بارے میں سوائے میرے کوئی نہیں جانتا تھا۔ لیکن پتہ نہیں کوہ قاف کے ایک عیار جن کو کیسے میرے خزانے کا پتہ چل گیا وہ فوراً میرے محل آ گیا اور اس نے مجھے ڈرانا دھمکانا

شروع کر دیا۔ وہ مجھ سے میری دولت مانگ رہا پہلے تو میں اسے انکار کرتی رہی کہ میرے پاس دولت نہیں ہے لیکن وہ میری بات مان ہی نہیں رہا پھر جب اس نے مجھے بری طرح سے مارنا شروع اور مجھے جان سے مارنے کی دھمکی دی تو میں ڈر گئی۔ میں نے اس جن کو بتا دیا کہ میں نے اپنا خزانہ کہاں چھپا رکھا ہے۔ جن مجھے اپنے ساتھ فوراً جادو غائب کر کے یہاں لے آیا اور اس نے نہ صرف میرا یہاں چھپایا ہوا سارا خزانہ نکال لیا بلکہ میرے سارے زیورات بھی اتروا کر لے گیا ہے اور مجھے یہاں اکیلا اس ویران اور خطرناک جنگل میں چھوڑ ہے''۔ لڑکی نے روتے ہوئے کہا جس نے اپنا شہزادی مہ جبین بتایا تھا۔ شیخ چلی حیرت سے اس کہانی سن رہا تھا۔

''تم ملک شام کی شہزادی مہ جبین ہو۔ حیرت ہے ملک شام تو یہاں سے سینکڑوں میل دور ہے۔ پھر نے اتنی دور سے آ کر اس جنگل میں اپنا خزانہ کر چھپایا تھا اور کیوں''۔ شیخ چلی نے شہزادی مہ جبین

جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میں اپنا خزانہ اپنے ملک سے دور لے جا کر چھپانا چاہتی تھی۔ پچھلے چند ماہ قبل میں ایک قافلے کے ساتھ بھیس بدل کر یہاں آئی تھی۔ اس ویران جنگل کو دیکھ کر مجھے یہاں اپنا خزانہ چھپانا مناسب لگا تو میں نے اپنا سارا خزانہ یہاں چھپا دیا اور جس طرح سے خاموشی سے یہاں آئی تھی اسی طرح سے یہاں سے واپس چلی گئی تھی۔ میں نے سوچا تھا کہ جب میری کسی سے شادی ہو گی اور میں ملک شام کی رانی بنوں گی تو میں اپنے شوہر کے ساتھ یہاں آؤں گی اور اپنا سارا خزانہ نکال کر اس کے حوالے کر دوں گی اور پھر چین و سکون سے اپنی زندگی بسر کریں گے لیکن پتہ نہیں کوہ قاف کے جن کو کس طرح میرے یہاں چھپائے ہوئے خزانے کا پتہ چل گیا اور وہ مجھ سے خزانہ حاصل کرنے پہنچ گیا تھا۔ اب میں کیا کروں گی۔ میرے پاس تو کچھ بھی باقی نہیں بچا ہے۔ میں اپنے ملک سے بہت دور ہوں اب میں واپس کیسے جاؤں گی''۔ شہزادی مہ جبین نے کہا اور

اس نے ایک بار پھر زور زور سے رونا شروع کر دیا۔

"ارے ارے۔ روؤ نہیں اچھی شہزادی۔ شہزادیاں روتی ہوئی نہیں بلکہ ہنستی ہوئی اچھی لگتی ہیں۔ تم فکر نہ کرو میں اس شیطان جن کے بچے کو تلاش کر کے اسے نہ صرف ہلاک کر دوں گا بلکہ اس سے تمہارا خزانہ بھی واپس لے آؤں گا اور پھر میں تمہیں خود اپنے مگو پر بٹھا کر ملک شام لے جاؤں گا اور تمہارے محل میں چھوڑ آؤں گا"۔ شیخ چلی نے شہزادی مہ جبین کو روتے دیکھ کر اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"کیا کہا۔ کیا تم واقعی اس جن کو تلاش کر کے اس سے میرا لوٹا ہوا خزانہ لے آؤ گے اور مجھے واپس میرے محل میں پہنچا دو گے"۔ شہزادی مہ جبین نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں۔ میں تم جیسی شہزادی کے لئے کچھ بھی کر سکتا ہوں۔ میں بہادروں کا بہادر شیخ چلی ہوں۔ میرے سامنے کوئی بھی پہلوان تک نہیں سکتا ہے چاہے وہ کوئی انسان ہو یا کوئی جن"۔ شیخ چلی نے فخر سے اپنا سینہ پھلاتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب۔ اگر تم نے اس جن کو پکڑ کر ہلاک کر دیا اور اس سے میرا خزانہ حاصل کر لیا تو میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ میں اس خزانے کا آدھا حصہ تمہیں دے دوں گی"۔ شہزادی مہ جبین نے کہا تو شیخ چلی کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"اوہ۔ کیا تم سچ کہہ رہی ہو کیا واقعی تم مجھے اپنا آدھا خزانہ دے دو گی"۔ شیخ چلی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں اور تم بے حد حسین اور خوبصورت بھی ہو۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے تم کسی ملک کے شہزادے ہو۔ تمہاری طرح تمہاری باتیں بھی مجھے بے حد پیاری لگ رہی ہیں۔ اگر تم چاہو تو میں تم سے شادی بھی کر سکتی ہوں"۔ شہزادی مہ جبین نے بڑے شرمائے ہوئے لہجے میں کہا اور شیخ چلی اس بری طرح سے اچھلا کہ بمشکل گرتے گرتے سنبھلا البتہ اچھلنے کی وجہ سے اس کے سر سے اس کی پگڑی ضرور گر گئی تھی جس کی وجہ سے اس کا انڈے کے چھلکے جیسا چمکتا ہوا سر ابھر آیا تھا۔

"اوہ اوہ۔ تمہارا سر بھی کس قدر خوبصورت ہے۔ تم تو واقعی شہزادوں کے شہزادے ہو۔ گنجے شہزادے"۔ شہزادی مہ جبین نے کہا اور اب تو شیخ چلی جیسے کنوارے دولہے کی طرح سمٹ کر رہ گیا۔

"کک۔ کک۔ کیا تم سچ کہہ رہی ہو۔ کیا میں تمہیں واقعی شہزادوں جیسا لگتا ہوں"۔ شیخ چلی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں۔ میں بھلا تم سے جھوٹ کیوں بولوں گی۔ تمہیں دیکھ کر تو مجھے اپنے اس خزانے کا بھی غم بھول گیا ہے جو کوہ قاف کا جن لے گیا ہے۔ اب مجھے وہ خزانہ ملے نہ ملے کوئی پرواہ نہیں ہے لیکن اگر میری تم سے شادی نہ ہوئی تو میں شاید زندہ نہ رہ سکوں"۔ شہزادی مہ جبین نے بڑے محبت بھرے لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر شیخ چلی کے مساموں سے ٹھنڈا پسینہ بہہ نکلا۔ وہ ہونقوں کی طرح شہزادی مہ جبین کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ شاید شہزادی مہ جبین اس کا گنجا سر دیکھ کر اس کا مذاق اڑا رہی ہے لیکن شہزادی مہ جبین کے چہرے پر

بے پناہ سنجیدگی تھی اور وہ شیخ چلی کی جانب والہانہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"تم بھی بے حد حسین ہو شہزادی مہ جبین۔ یہ میری خوش قسمتی ہی ہے کہ تم نے مجھے پسند کر لیا ہے اور مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہو۔ مجھے تم جیسی حسین اور خوبصورت شہزادی دلہن مل جائے تو میرے لئے اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے"۔ شیخ چلی نے شرماتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ایسا کرو کہ اس خزانے کو بھول جاؤ جو کوہ قاف کا جن لے گیا ہے۔ تم میرے ساتھ ملک شام چلو۔ میں تمہیں اپنے باپ سے ملواؤں گی اور پھر ہم ان کی اجازت سے وہیں شادی کر لیں گے۔ میری اور تمہاری شادی ہو گئی تو میرا باپ اپنا تخت و تاج تمہارے حوالے کر دے گا اور تم ملک شام کے بادشاہ بن جاؤ گے اور میں تمہاری ملکہ"۔ شہزادی مہ جبین نے کہا تو شیخ چلی بے ہوش ہوتے ہوتے بچا۔ وہ بچپن سے ہی کسی ملک کی شہزادی سے شادی کرنے اور کسی ملک کا بادشاہ بننے کے خواب دیکھ رہا تھا۔ اس کا

خواب اس طرح پورا ہو جائے گا اس کے بارے میں اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔

شہزادی مہ جبین انتہائی حسین بھی تھی اور پھر ملک شام کی شہزادی تھی جو بہت بڑا ملک تھا اگر شیخ چلی ملک شام کا بادشاہ بن جاتا تو اس کے سارے خواب پورے ہو سکتے تھے جو وہ بچپن سے دیکھتا چلا آ رہا تھا۔

”مجھے منظور ہے شہزادی مہ جبین۔ مجھے منظور ہے۔ میں تم سے شادی کرنے کے لئے تیار ہوں“۔ شیخ چلی نے مسرت بھرے انداز میں کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تو چلو ہم ابھی ملک شام کے لئے روانہ ہو جاتے ہیں“۔ شہزادی مہ جبین نے کہا۔

”ابھی اس وقت“۔ شیخ چلی نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ ہم ابھی یہاں سے روانہ ہوں گے تو ایک یا دو ہفتوں تک ملک شام پہنچ ہی جائیں گے“۔ شہزادی مہ جبین نے کہا۔

”وہ تو ٹھیک ہے لیکن میں ابھی تمہارے ساتھ نہیں

جا سکتا ہوں“۔ شیخ چلی نے کہا۔

”کیوں۔ ابھی کیوں نہیں چل سکتے تم میرے ساتھ“۔ شہزادی مہ جبین نے حیران ہو کر پوچھا۔

”یہاں میں اپنی بوڑھی اماں کے ساتھ رہتا ہوں۔ میں جب بھی کہیں جاتا ہوں تو انہیں ضرور بتا کر جاتا ہوں ورنہ وہ میرے پیچھے میرے لئے پریشان رہتی ہے۔ تم ایسا کرو کہ تم پہلے میرے ساتھ میرے گھر چلو میں تمہیں اپنی بوڑھی اماں سے ملواؤں گا۔ میری بوڑھی اماں نے اگر تمہیں پسند کر لیا تو پھر ہم انہیں بھی اپنے ساتھ ملک شام لے جائیں گے۔ پھر ہم سب ایک ساتھ وہیں رہیں گے“۔ شیخ چلی نے کہا۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ تم اپنی بوڑھی ماں کو بھی ساتھ لے جانا چاہتے ہو“۔ شہزادی مہ جبین نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ وہ بے حد اچھی ہے۔ میری بڑی فکر کرتی ہے اگر میں ایک دو روز اسے نظر نہ آؤں تو وہ بیمار ہو جاتی ہے۔ میں بھی اپنی اماں کے بغیر نہیں رہ سکتا ہوں اس لئے میں اسے اپنے ساتھ لے جانا چاہتا

ہوں''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''ٹھیک ہے جیسی تمہاری مرضی۔ اچھا میں نے تمہیں پسند کر لیا ہے اور میں نے تم سے شادی بھی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اب تم بتاؤ کہ تم میرے لئے کیا کیا کر سکتے ہو''۔ شہزادی مہ جبین نے کہا۔

''تم جو کہو گی میں کرنے کے لئے تیار ہوں خوبصورت شہزادی۔ تم کہو تو میں تمہارے لئے مرنے کو بھی تیار ہوں۔ تم کہو تو میں تمہارے لئے آسمان سے ٹھنڈا چاند اور گرم سورج بھی توڑ کر لا سکتا ہوں''۔ شیخ چلی نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ مجھے ٹھنڈے چاند اور گرم سورج کی ضرورت نہیں۔ مجھے تمہارے پاس موجود ایک چیز چاہئے۔ وہ چیز اگر تم مجھے دے دو تو میں سمجھوں گی کہ تم واقعی مجھے پسند کرتے ہو اور مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہو''۔ شہزادی مہ جبین نے کہا۔

''ہاں ہاں۔ اگر تمہیں میرا گدھا مگو پسند آیا ہے تو لے لو۔ یہ میں تمہیں تحفے میں دینے کے لئے تیار ہوں''۔ شیخ چلی نے فوراً کہا۔

''نہیں مجھے گدھا نہیں سنہری بین چاہئے''۔ شہزادی مہ جبین نے کہا۔

''سنہری بین۔ کون سی سنہری بین''۔ شیخ چلی نے حیران ہو کر کہا۔ وہ شہزادی مہ جبین کا حسن دیکھ کر اپنے پاس موجود بین کے بارے میں بھول گیا تھا۔

''وہی سنہری بین جسے تم انتہائی دلکش انداز میں بجاتے ہو جس کی دھن سن کر ناگ اور سانپ مست ہو کر تمہارے سامنے جھومنے لگتے ہیں''۔ شہزادی مہ جبین نے کہا تو شیخ چلی کو بین یاد آ گئی۔

''اوہ تو تم اس بین کی بات کر رہی ہو''۔ شیخ چلی نے اپنے لباس سے بین نکال کر کہا۔

''ہاں۔ ہاں۔ یہ بین مجھے دے دو بس اس کے علاوہ مجھے تم سے اور کچھ نہیں چاہئے''۔ شہزادی مہ جبین نے بین دیکھ کر آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔

''لو اس بین میں بھلا کیا رکھا ہے۔ تم میری ایک بار شادی ہو لینے دو پھر میں ملک شام کا بادشاہ بن کر تمہیں سونے کی بین بنا کر دوں گا''۔ شیخ چلی نے کہا۔

"مجھے سونے کی نہیں یہی بین چاہیئے۔ لاؤ۔ یہ مجھے دے دو"۔ شہزادی مہ جبین نے بین کی جانب بے چینی سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ بین میں تمہیں دے دوں گا۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ پہلے تم میرے گھر تو چلو۔ بس ایک بار میری بوڑھی اماں تمہیں پسند کر لے تو پھر یہ بین تو کیا میں تمہیں اپنا سارا گھر کھود کر دے دوں گا"۔ شیخ چلی نے دانت نکالتے ہوئے کہا تو شہزادی مہ جبین اسے تیز نظروں سے گھورنے لگی۔

"کیا گھر جانا ضروری ہے"۔ شہزادی مہ جبین نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ میں اپنی بوڑھی اماں کو اس کی بہو دکھانا چاہتا ہوں تاکہ اسے بھی یقین ہو جائے کہ میں کام چور اور نکھٹو نہیں ہوں۔ میں شہزادہ ہوں شہزادہ جسے تم نے اپنے لئے پسند کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اماں تمہیں دیکھ کر خوش ہو جائے گی اور مجھے ہنسی خوشی تم سے شادی کرنے کی اجازت دے دے گی اور پھر ہم تینوں اسی وقت ملک شام جانے کے لئے روانہ ہو

جائیں گے"۔ شیخ چلی نے کہا۔

"کیا گھر جا کر تم مجھے اپنی خوشی سے یہ بین دے دو گے"۔ شہزادی مہ جبین نے اسی انداز میں پوچھا۔

"ہاں ہاں ضرور کیوں نہیں۔ ہمارے گاؤں میں کئی جوگی اور سپیرے رہتے ہیں۔ تم کہو گی تو میں ان سب سے بھی ان کی بینیں لا کر تمہیں دے دوں گا"۔ شیخ چلی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ چلو تمہارے گھر چلتے ہیں"۔ شہزادی مہ جبین نے جیسے ناچارگی کے عالم میں کہا تو شیخ چلی کی باچھیں پھیل گئیں۔

"آؤ۔ تم میرے گدھے پر سوار ہو جاؤ۔ میں تمہارے ساتھ ساتھ چلتا ہوں"۔ شیخ چلی نے کہا۔

"اچھا جیسے تم کہو"۔ شہزادی مہ جبین نے کہا تو شیخ چلی نے اپنی ہونے والی دلہن کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے گدھے پر سوار کر دیا۔ پھر وہ تینوں اپنے گھر کی جانب روانہ ہو گئے۔



شیخ چلی ٹٹو پر سوار جب شہزادی مہ جبین کو لے کر اپنے گھر پہنچا تو اس کی بوڑھی ماں چوہدری نواز کے گھر کا کام کر کے واپس آ گئی تھی۔ وہ صحن میں بچھی ہوئی ایک چارپائی پر لیٹی آرام کر رہی تھی۔

شیخ چلی جان بوجھ کر شہزادی مہ جبین کو ایسے راستوں سے لے کر گاؤں آیا تھا جہاں کوئی آتا جاتا نہیں تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اس کی ہونے والی دلہن کو گاؤں کا کوئی شخص نہ دیکھ سکے۔ ویسے بھی شام ہو رہی تھی۔ شام کے وقت لوگ اپنے اپنے گھروں میں چلے جاتے تھے اس لئے سڑکیں اور گلیاں خالی تھیں جس کی وجہ سے شیخ چلی کے ساتھ شہزادی مہ جبین کو کسی نے نہیں دیکھا تھا۔



کسی نے نہیں دیکھا تھا۔

''میں آ گیا ہوں اماں''۔ شیخ چلی نے شہزادی ماہ جبیں کو اپنے گدھے مگو سے اتار کر گھر میں داخل ہو کر اپنی بوڑھی ماں کو سلام کرتے ہوئے کہا۔ شیخ چلی کی آواز سن کر اس کی بوڑھی ماں چارپائی سے اُٹھ کر اس کی طرف بڑھنے لگی۔ کپڑے دھونے والا ڈنڈا اس کے ہاتھ میں تھا۔

''آ گئے ہو تو کون سا احسان کر رہے ہو مجھ پر۔ سارا دن گلیوں اور بازاروں میں آوارہ گردی ہی تو کرتے رہتے ہو کون سا کسی کام کاج پر جاتے ہو جو میں تمہارے آنے پر خوشی کا اظہار کروں''۔ شیخ چلی کی بوڑھی ماں نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اب مجھے کوئی کام کاج کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اماں۔ ہمارے دن پھر گئے ہیں۔ اب تو ہم راج کریں گے راج''۔ شیخ چلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ مسکراتا ہوا اپنی بوڑھی ماں کے پاس آ گیا۔

''کیوں۔ تمہیں خزانہ مل گیا ہے جو تم راج کرنے کا سوچ رہے ہو''۔ شیخ چلی کی بوڑھی ماں نے منہ



بناتے ہوئے کہا اس نے ابھی تک شیخ چلی کے پیچھے آتی ہوئی شہزادی مہ جبین کو نہیں دیکھا تھا۔

''لگتا ہے تم نے ابھی شہزادی مہ جبین کو نہیں دیکھا''۔ شیخ چلی نے ہنستے ہوئے کہا تو اس کی بوڑھی ماں نے غور سے شیخ چلی کی طرف دیکھنے لگی۔

''شہزادی مہ جبین۔ کون شہزادی مہ جبین''۔ شیخ چلی کی بوڑھی ماں نے کہا اور پھر اس کی نظریں جیسے ہی شیخ چلی کے پیچھے موجود شہزادی مہ جبین پر پڑیں وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر شہزادی مہ جبین کی طرف دیکھنے لگی۔

''یہ چڑیل کون ہے''۔ شیخ چلی کی بوڑھی ماں نے شہزادی مہ جبین کی جانب دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ شہزادی مہ جبین کو دیکھ کر اس نے برا سا منہ بنا لیا تھا۔

''چڑیل۔ ارے اماں۔ کیا کہہ رہی ہو۔ یہ چڑیل نہیں شہزادی مہ جبین ہے۔ ملک شام کی شہزادی ہے یہ''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''ہونہہ۔ ملک شام کی شہزادی اور اتنی بدصورت۔

تمہیں کس نے کہا ہے کہ یہ شہزادی ہے"۔ شیخ چلی کی بوڑھی ماں نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسے شہزادی جبین واقعی انتہائی بدصورت اور سیاہ فام دکھائی دے رہی تھی۔ اس کا لباس بھی پرانا تھا اور اس کے بال بھی بری طرح سے بکھرے ہوئے تھے اور اس کا چہرا بھی شیخ چلی کی بوڑھی ماں کو مردانہ سا دکھائی دے تھا۔

"ارے ارے۔ ماں خدا کے لئے ایسی منحوس باتیں نہ کرو۔ یہ سچ مچ ملک شام کی شہزادی ہے۔ یہ مجھے اور تمہیں اپنے ساتھ ملک شام لے جانا چاہتی ہے تاکہ میری اور اس کی شادی ہو جائے۔ تم ایسی باتیں کرو گی تو یہ ناراض ہو جائے گی"۔ شیخ چلی نے بوکھلا کر اپنی ماں کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ شیخ چلی کی بوڑھی ماں کی باتیں سن کر شہزادی مہ جبین بھی برے برے منہ بنا رہی تھی۔ خود شہزادی مہ جبین کو بھی اس بات علم نہیں تھا کہ وہ شیخ چلی کی بوڑھی ماں کو واقعی انتہائی بدصورت دکھائی دے رہی تھی۔

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا ہے شیخ چلی۔

کام چور اور نکھٹو ہو مگر ہو تو میرے بیٹے۔ میں تمہاری شادی کسی حسین لڑکی سے کرانا چاہتی ہوں اور میرے سامنے ایسی لڑکی کو لے آئے ہو جو سیاہ فام بھی ہے اور اس کی شکل بھی مردوں جیسی ہے۔ کیا تم اندھے ہو گئے ہو جو اس قدر بدصورت لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہو"۔ شیخ چلی کی بوڑھی ماں نے غصیلے لہجے میں کہا تو شیخ چلی پریشان ہو گیا۔ اس نے پلٹ کر شہزادی مہ جبین کی طرف دیکھا لیکن اسے شہزادی پہلے جیسی خوبصورت دکھائی دے رہی تھی۔ نہ تو اس کا رنگ سیاہ تھا اور نہ ہی اس کا چہرہ مردوں جیسا تھا۔

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو اماں۔ کیا تمہاری آنکھیں خراب ہو گئی ہیں جو تمہیں شہزادی مہ جبین جیسی حسین لڑکی بھی تمہیں سیاہ اور بدصورت دکھائی دے رہی ہے"۔ شیخ چلی نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"لگتا ہے تمہاری اماں کو میں پسند نہیں آئی ہوں"۔ شہزادی مہ جبین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نن۔ نن۔ نہیں نہیں شہزادی صاحبہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میری اماں کو مذاق کرنے کی عادت ہے۔

نے شیخ چلی کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”مم مم۔ میں کیا کہوں“۔ شیخ چلی نے ہکلا کر کہا۔

”میں جا رہی ہوں۔ اب تمہیں خود فیصلہ کرنا ہو گا کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔ اگر تمہیں مجھ سے شادی کرنی ہے اور ملک شام کا بادشاہ بننا ہے تو اپنی بوڑھی اماں کو چھوڑ کر اسی جنگل میں آ جانا جہاں میں تمہیں ملی تھی“۔ شہزادی مہ جبین نے اسی انداز میں کہا۔

”خبردار۔ شیخ چلی اگر تم اس چڑیل کے پیچھے گئے تو میں تمہاری ٹانگیں توڑ دوں گی۔ یہ ملک شام کی نہیں افریقہ کے جنگلوں کے کسی سیاہ فام قبیلے کی سیاہ چڑیل ہے۔ میں تمہیں کسی بھی صورت میں اس چڑیل کے ساتھ نہیں جانے دوں گی“۔ شیخ چلی کی بوڑھی ماں نے گرج کر کہا تو شیخ چلی نے بے اختیار دونوں ہاتھ اپنے سر پر رکھ لئے۔ حقیقت میں اسے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کرے تو کیا کرے۔

”میں کل صبح تک تمہارا جنگل میں انتظار کروں گی۔ ورنہ میں کسی اور کو لے کر ملک شام روانہ ہو جاؤں

گی“۔ شہزادی مہ جبین نے کہا اور مڑ کر تیز تیز چلتی ہوئی دروازے کی جانب بڑھتی چلی گئی۔ شہزادی مہ جبین کو واپس جاتے دیکھ کر شیخ چلی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

”اماں اسے روک لو۔ یہ چڑیل نہیں شہزادی ہے۔ سچ مچ کی شہزادی“۔ شیخ چلی نے شہزادی مہ جبین کو دروازے کی طرف جاتے دیکھ کر اپنی بوڑھی ماں کی منت کرتے ہوئے کہا۔ شیخ چلی کی بوڑھی ماں نے اسے تیز نظروں سے گھورا اور پھر اس نے چھڑی اٹھا لی۔

”اسے روکا تو میں مار مار کر تمہارا بھرکس نکال دوں گی سمجھے تم“۔ شیخ چلی کی بوڑھی ماں نے کہا اور شیخ چلی چھڑی دیکھ کر سہم کر رہ گیا۔ شہزادی مہ جبین دروازے کے پاس جا کر رکی اور اس نے ایک بار پھر پلٹ کر شیخ چلی کی جانب دیکھا جیسے وہ شیخ چلی کو اپنے پیچھے آنے کا آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کر رہی ہو۔

”جاؤ جاؤ۔ میرا یہ گھر تم جیسی بھیانک چڑیلوں

کے لئے نہیں ہے''۔ شیخ چلی کی بوڑھی ماں نے شہزادی مہ جبین کو رکتے دیکھ کر غصے سے چیخ کر کہا تو شہزادی مہ جبین اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگی اور پھر اس نے مڑ کر ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا اور باہر نکل گئی۔

''وہ چلی گئی ہے اماں۔ میری قسمت کی دیوی مجھ پر خود مہربان ہونے کے لئے یہاں آئی تھی لیکن تم نے اسے بھگا دیا۔ اب میری اس سے شادی کیسے ہو گی اور میں ملک شام کا بادشاہ کیسے بنوں گا''۔ شیخ چلی نے روتے ہوئے کہا۔

''بکواس بند کرو اور جاؤ جا کر دروازہ بند کر کے اسے کنڈی لگاؤ۔ کہیں وہ منحوس پھر نہ آ جائے''۔ شیخ چلی کی بوڑھی ماں نے گرج کر کہا اور شیخ چلی مڑ کر مرے مرے انداز میں دروازہ بند کرنے کے لئے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

شمولا جن غار نما کمرے میں دونوں ہاتھ پشت پر باندھے نہایت غصیلے انداز میں ادھر ادھر ٹہل رہا تھا۔ اس کا چہرہ غیظ و غضب سے سرخ ہو رہا تھا۔ وہ ادھر ادھر گھومتے ہوئے ایک لمحے کے لئے رکتا اور پھر دونوں ہاتھ آگے کر کے یوں غصے سے مٹھیاں بھینچنا شروع کر دیتا جیسے وہ خیالوں ہی خیالوں میں کسی کی اپنے ہاتھوں سے گردن مروڑ رہا ہو۔

اس کی آنکھیں انتہائی سرخ ہو رہی تھیں اور غصے کی وجہ سے جیسے اس کی آنکھوں سے چنگاریاں سی پھوٹتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ اسی لمحے ایک جھماکا ہوا اور شمولا جن کے سامنے دھوئیں کا ایک مرغولا سا نمودار ہوا۔ دھواں دیکھ کر شمولا جن وہیں رک گیا اور

غور سے دھویں کے مرغولے کی جانب دیکھنے لگا۔

دوسرے لمحے دھماکا ہوا اور دھواں تیزی سے چھٹتا چلا گیا۔ دھواں چھٹتے ہی وہاں سفید بالوں والی بڑھیا نمودار ہو گئی۔ یہ ساگڑی تھی۔

”آپ نے مجھے بلایا تھا آقا“۔ ساگڑی نے شمولا جن کو جھک کر سلام کرتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ہاں ساگڑی۔ مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے اس لئے میں نے تمہیں بلایا ہے“۔ شمولا جن نے کہا۔

”حکم آقا“۔ ساگڑی نے اسی انداز میں کہا۔

”ساگڑی۔ میں تمہارے مشورے پر عمل کر کے ایک شہزادی بن کر شیخ چلی کے پاس گیا تھا اور میں نے اس سے وہی کہا تھا جو تم نے مجھے بتایا تھا۔ شیخ چلی مجھے شہزادی مہ جبین کے روپ میں دیکھ کر بے حد خوش ہوا تھا اور وہ مجھ سے شادی کرنے کے جھانسے میں بھی آ گیا تھا لیکن وہ مجھے پہلے اپنی بوڑھی ماں کا دکھانا چاہتا تھا۔ جس کے لئے وہ مجھے اپنے

ساتھ اپنے گھر لے گیا تھا۔ جب میں شیخ چلی کے گھر گیا تو شیخ چلی کی بوڑھی ماں مجھ پر گرجنے برسنے لگی۔ وہ مجھے انتہائی بدصورت، چڑیل اور نجانے کیا کیا کہہ رہی تھی۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کروں۔ میں نے تو انتہائی حسین لڑکی کا روپ دھار رکھا تھا لیکن شیخ چلی کی بوڑھی ماں مجھے بدصورت اور بدشکل کیوں کہہ رہی تھی۔ اس نے مجھے زبردستی اپنے گھر سے نکال دیا تھا۔ مجھے اس بڑھیا پر شدید غصہ آ رہا تھا۔ میرا دل چاہ رہا تھا کہ میں اس بڑھیا کی گردن دبا دوں لیکن پھر میں خاموشی سے وہاں سے نکل آیا تھا۔ اب تم مجھے بتاؤ کہ بڑھیا مجھے بدصورت اور بدشکل کیوں کہہ رہی تھی اور اس نے مجھے اپنے گھر سے کیوں نکال دیا تھا“۔ شمولا جن نے ساگڑی کو ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”میں ابھی پتہ کرتی ہوں آقا“۔ ساگڑی نے کہا اور فوراً دھواں بن کر وہاں سے غائب ہو گئی۔

”ہونہہ۔ آخر اس بڑھیا نے مجھ میں ایسا کیا دیکھ لیا تھا کہ وہ مجھے اس قدر منحوس اور چڑیل کہہ رہی

تھی"۔ شمولا جن نے غصے سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

ابھی چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ اچانک ایک جھماکا ہوا اور ساگڑی وہاں دوبارہ نمودار ہو گئی۔

"میں نے پتہ لگا لیا ہے آقا"۔ ساگڑی نے کہا۔

"کیا پتہ چلا ہے۔ بتاؤ جلدی بتاؤ۔ الجھن سے میرا برا حال ہو رہا ہے"۔ شمولا جن نے بے تابی سے کہا۔

"آقا۔ شیخ چلی کی بوڑھی ماں انتہائی نیک اور عبادت گزار عورت ہے اور اس کی عمر چونکہ زیادہ ہے اس لئے اس کی بوڑھی آنکھوں سے آپ کا اصلی چہرہ چھپ نہیں سکا تھا۔ آپ اس کے سامنے حسین شہزادی مہ جبین کا روپ دھار کر گئے تھے لیکن شیخ چلی کی بوڑھی ماں کو شہزادی مہ جبیں کے چہرے کے پیچھے آپ کا اصلی چہرہ دکھائی دے گیا تھا"۔ ساگڑی نے کہا اور شمولا جن کے چہرے پر شدید حیرت لہرانے لگی۔

"اوہ۔ تو اس بڑھیا نے میرا اصلی روپ دیکھ لیا تھا"۔ شمولا جن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہاں آقا۔ اسی لئے وہ آپ کو بدصورت اور سیاہ

فام کہہ رہی تھی اور اسی لئے اس نے آپ کو اپنے گھر سے نکل جانے کا کہا تھا"۔ ساگڑی نے کہا۔

"حیرت ہے۔ جس بڑھیا کی ٹانگیں قبر میں لٹک رہی ہوں کیا اس کی نظریں اس قدر تیز ہو سکتی ہیں کہ وہ مجھ جیسے جن کو بھی پہچان سکتی ہیں"۔ شمولا جن نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں آقا۔ بوڑھی ہونے کے ساتھ ساتھ وہ نیک اور عبادت گزار عورت ہے اس لئے آپ جتنی بھی کوشش کرتے آپ اس سے چھپ نہیں سکتے تھے"۔ ساگڑی نے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو بہت برا ہوا ہے کہ بڑھیا نے میرا اصلی روپ دیکھ لیا ہے۔ اب میں کیا کروں۔ بڑھیا نے اگر اپنے بیٹے شیخ چلی کو بتا دیا کہ میں شہزادی مہ جبین نہیں بلکہ اس کے بھیس میں جن تھا اور وہ شیخ چلی کو کسی بھی صورت میں جنگل میں نہیں آنے دے گی اور اگر شیخ چلی جنگل میں نہ آیا تو میں اس سے بین کیسے حاصل کروں گا"۔ شمولا جن نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"اس کے لئے اب آپ کو کچھ اور سوچنا ہو گا آقا"۔ ساگڑی نے کہا۔

"کیا"۔ شمولا جن نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"میں آپ کو بتا چکی ہوں کہ شیخ چلی انتہائی احمق انسان ہے۔ اسے آپ کسی اور طریقے سے احمق بنائیں کہ وہ خود ہی آپ کو سنہری بین دے دے۔ کوشش کریں کہ اگلی بار آپ کو شیخ چلی کی بوڑھی ماں کا سامنا نہ کرنا پڑے"۔ ساگڑی نے کہا۔

"ہاں۔ میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔ تم نے شیخ چلی کی بوڑھی ماں کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے یہ تو میرے لئے بے حد خطرناک ہے۔ مجھے واقعی اس سے بچنا ہو گا ورنہ میں اس کے سامنے کوئی بھی بھیس بدل کر جاؤں گا تو وہ مجھے فوراً پہچان لے گی"۔ شمولا جن نے کہا۔

"شیخ چلی کے بارے میں، میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق وہ نچلا بیٹھے رہنے والوں میں سے نہیں ہے۔ وہ آوارہ گردی کرنے والا انسان ہے۔ آپ اس کا انتظار کریں اور اس کی اپنی

طاقتوں سے مسلسل نگرانی کراتے رہیں۔ جب وہ گھر سے نکلے تب ہی آپ اس کے پاس جائیں"۔ ساگڑی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہارے مشوروں پر ہی عمل کروں گا ساگڑی۔ اگر تمہارے ذہن میں کوئی اور ترکیب ہو تو وہ بھی بتا دو کیونکہ مجھ سے زیادہ تم سمجھدار ہو اور ہمیشہ اچھے طریقے ہی بتاتی ہو"۔ شمولا جن نے کہا۔

"کیا آپ نے کبھی عسکا پری کو دیکھا ہے"۔ ساگڑی نے پوچھا۔

"عسکا پری کو۔ کیوں"۔ شمولا جن نے چونک کر پوچھا۔

"اگر آپ نے عسکا پری کو دیکھا ہے تو آپ اس بار شیخ چلی کے سامنے عسکا پری بن کر جائیں اور اس سے کہیں کہ آپ کو زمین میں دفن شدہ ایک بڑے خزانے کا علم ہوا ہے۔ شیخ چلی عسکا پری کی بات مان جائے گا۔ آپ اس سے کہیں کہ وہ سنہری بین آپ کو دے دے کیونکہ اسی بین کی مدد سے ہی اس

دفن شدہ خزانے تک پہنچا جا سکتا ہے تو شیخ چلی آپ کو یعنی عسکا پری کو بین دینے سے انکار نہیں کرے گا''۔ ساگڑی نے کہا۔

''اوہ۔ ہاں۔ واقعی اس ترکیب پر عمل کر کے میں شیخ چلی سے سنہری بین حاصل کر سکتا ہوں۔ ٹھیک ہے میں اب شیخ چلی کے سامنے عسکا پری کا ہی روپ بھر کر جاؤں گا۔ دیکھتا ہوں کہ شیخ چلی اس بار کس طرح میری چالاکی اور عیاری سے بچتا ہے''۔ شمولا جن نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''میں آپ کو ایک بار پھر آگاہ کر رہی ہوں آقا کہ آپ شیخ چلی کے سامنے اس کی بوڑھی ماں کی موجودگی میں نہ جانا اور نہ ہی اس وقت شیخ چلی کے پاس جانا جب اس نے بین سے عسکا پری کو باہر نکال رکھا ہو۔ ورنہ آپ عسکا پری سے نہیں بچ سکیں گے۔ ایک بار اگر عسکا پری نے آپ کو دیکھ لیا تو پھر وہ اس وقت تک آپ کا پیچھا نہیں چھوڑے گی جب تک کہ وہ آپ کو ہلاک نہیں کر دیتی۔ وہ آپ کے اس خفیہ ٹھکانے تک بھی آسانی سے پہنچ جائے

گی''۔ ساگڑی نے کہا۔

''ہاں ہاں۔ میں جانتا ہوں۔ تم بے فکر رہو۔ میں شیخ چلی سے اکیلے میں ہی ملوں گا''۔ شمولا جن نے کہا۔

''تو کیا اب میں جاؤں''۔ ساگڑی نے پوچھا۔

''ہاں جاؤ۔ جب ضرورت ہو گی تو میں تمہیں پھر بلا لوں گا''۔ شمولا جن نے کہا تو ساگڑی نے اثبات میں سر ہلا کر اسے مخصوص انداز میں سلام کیا اور پھر دھواں بن کر وہاں سے غائب ہو گئی۔

شمولا جن کچھ دیر سوچتا رہا پھر وہ اپنی مسند پر جا کر بیٹھ گیا۔ اس نے مسند پر بیٹھتے ہی تالی بجائی تو اچانک ایک جھماکا ہوا اور اس کے سامنے ایک سیاہ رنگ کی چڑیا نمودار ہو گئی۔

''مچوگی حاضر ہے آقا۔ حکم''۔ سیاہ چڑیا کے منہ سے چیختی ہوئی انسانی آواز نکلی۔

''مچوگی جاؤ اور جا کر شیخ چلی پر نظر رکھو۔ وہ اس وقت اپنے گھر میں ہے۔ جب وہ گھر سے باہر آئے تو مجھے اس کے بارے میں فوراً آ کر خبر کر دینا''۔

شمولا جن نے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

''جو حکم آقا''۔ سیاہ چڑیا نے اسی طرح سے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

''ایک بات کا اور دھیان رکھنا۔ شیخ چلی جب بالکل اکیلا ہو تب مجھے اس کے بارے میں بتانا۔ اس کی بوڑھی ماں یا شیخ چلی کی بین میں موجود عسکا پری بین سے باہر ہو تو ان کی نگرانی ہی کرنا۔ میں شیخ چلی کی بوڑھی ماں اور عسکا پری کی موجودگی میں شیخ چلی کے سامنے نہیں جانا چاہتا''۔ شمولا جن نے کہا۔

''ٹھیک ہے آقا۔ جب شیخ چلی اکیلا ہو گا تو میں آپ کو اس کے بارے میں خبر کروں گی''۔ سیاہ چڑیا نے جواب دیا۔

''جاؤ۔ ابھی جاؤ اور شیخ چلی کے سر پر مسلط ہو جاؤ اور خبردار تمہیں غیبی حالت میں شیخ چلی کی نگرانی کرنی ہے۔ میری طرح تمہیں بھی شیخ چلی کی بوڑھی ماں اور عسکا پری کی نظروں میں آنے سے بچنا ہے''۔ شمولا جن نے کہا۔

''میں خیال رکھوں گی آقا''۔ سیاہ چڑیا نے کہا اور

اچانک تیز روشنی سی چمکی اور سیاہ چڑیا وہاں سے غائب ہو گئی۔ اب شمولا جن مطمئن تھا۔ اسے بس اب مچوگی کی واپسی کا انتظار تھا جیسے ہی مچوگی اسے شیخ چلی کے اکیلا ہونے کے بارے میں آ کر اطلاع دیتی وہ فوراً اس خفیہ غار سے نکل جاتا اور اس بار وہ شیخ چلی کے سامنے عسکا پری بن کر جاتا اور چالاکی اور عیاری سے شیخ چلی سے اس کی سنہری بین حاصل کر لیتا۔

شیخ چلی کی آنکھوں سے آنسو نکل کر ٹپ ٹپ کرتے ہوئے گر رہے تھے۔ اس کی بوڑھی ماں نے اسے سیاہ فام اور بدصورت شہزادی مہ جبین کو گھر میں لانے کی وجہ سے لاٹھیوں سے بہت مارا تھا۔

شیخ چلی لاکھ چیخا چلایا مگر شیخ چلی کی بوڑھی ماں کو اس پر شدید غصہ آ رہا تھا۔ اس نے شیخ چلی کو بتایا تھا کہ وہ جسے شہزادی مہ جبین سمجھ کر گھر لایا ہے وہ انسان نہیں بلکہ کوئی ہوائی مخلوق تھی جسے اس نے پہچان لیا تھا۔ اگر وہ اسے گھر سے نہ نکالتی تو وہ اس کی اور شیخ چلی کی زندگی تباہ کر کے رکھ دیتی۔

شیخ چلی کو بھلا ان باتوں کی کیا سمجھ ہوسکتی تھی وہ

مار کھانے کے باوجود یہی سمجھ رہا تھا کہ اس کی بوڑھی ماں کو اس قدر حسین شہزادی بدصورت چڑیل کیوں دکھائی دے رہی تھی۔

شیخ چلی مار کھا کر اپنی چارپائی پر لیٹ گیا تھا اور تصور ہی تصور میں شہزادی مہ جبین کا چہرہ دیکھ رہا تھا جس نے جاتے ہوئے اسے جنگل میں آنے کا کہا تھا لیکن اب ماں کے ہوتے ہوئے شیخ چلی کی جنگل میں جا کر شہزادی مہ جبین سے ملنے کی ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی۔ اس کی بوڑھی ماں نے بھی اپنی چارپائی اس کی چارپائی کے قریب بچھا لی تھی تاکہ وہ شیخ چلی پر گہری نظر رکھ سکے اور وہ جنگل میں شہزادی مہ جبین سے ملنے نہ جا سکے جو کوئی ہوائی مخلوق تھی۔

شیخ چلی چارپائی پر کروٹوں پر کروٹیں بدل رہا تھا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ اس کی ماں سو جائے تو وہ چپکے سے اٹھے اور مگو گدھے کو لے کر جنگل کی طرف روانہ ہو جائے لیکن اس کی بوڑھی ماں کی آنکھوں سے نیند غائب ہو چکی تھی۔ وہ مسلسل شیخ چلی پر نظریں رکھے ہوئے تھے۔

"کیا بات ہے تم سو کیوں نہیں رہے ہو"۔ شیخ چلی کی بوڑھی ماں نے شیخ چلی کو اس طرح بے چینی سے کروٹیں بدلتے دیکھ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ اماں۔ وہ۔ وہ"۔ شیخ چلی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ وہ۔ میں جانتی ہوں۔ تم اس کلموہی کے پیچھے جنگل میں جانے کے لئے بے تاب ہو رہے ہو۔ میں تم سے کہہ چکی ہوں کہ وہ کوئی شہزادی نہیں ہے۔ وہ ہوائی مخلوق ہے جس نے تمہیں بہکانے کے لئے اپنا روپ بدل رکھا تھا۔ اگر تم اسے ملنے کے لئے گئے تو وہ تم سے بھوت بن کر چمٹ جائے گی اور تمہیں ہلاک کر دے گی۔ اس لئے چپ چاپ پڑے رہو اور سو جاؤ۔ اگر تم نے مجھ سے چھپ کر جنگل میں جا کر اس بدصورت چڑیل سے ملنے کی کوشش بھی کی تو مجھ سے برا اور کوئی نہیں ہو گا"۔ شیخ چلی کی بوڑھی ماں نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور اپنی ماں کا سخت لہجہ سن کر شیخ چلی کی رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے۔

"نن نن۔ نہیں اماں۔ میں کہیں نہیں جاؤں گا"۔ شیخ چلی نے ڈرے ڈرے لہجے میں کہا۔

"یہی تمہارے لئے اچھا ہو گا۔ اب آنکھیں بند کرو اور سونے کی کوشش کرو۔ ابھی نیند آ جائے گی"۔ شیخ چلی کی بوڑھی ماں نے کہا۔

"جی اچھا"۔ شیخ چلی نے بڑی سعادت مندی سے کہا اور اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ آنکھیں بند کرنے کے باوجود وہ اندر سے بے حد بے چین ہو رہا تھا۔ اس کے کانوں میں بار بار شہزادی مہ جبین کے الفاظ گونج رہے تھے جس نے جاتے ہوئے اس سے کہا تھا کہ اگر وہ صبح تک اس کے پاس جنگل میں نہ آیا تو وہ کسی اور کے ساتھ ملک شام روانہ ہو جائے گی۔ شیخ چلی کو خود پر غصہ آ رہا تھا کہ اسے شہزادی مہ جبین کو اپنی بوڑھی ماں سے ملانے کے لئے گھر لانا ہی نہیں چاہئے تھا۔ اس سے تو اچھا تھا کہ وہ جنگل سے ہی شہزادی مہ جبین کے ساتھ ملک شام روانہ ہو جاتا۔ وہاں جا کر وہ بادشاہ سلامت سے کہہ کر شاہی ایلچی کے ذریعے اپنی بوڑھی ماں کو بلا لیتا

اور جب اس کی بوڑھی ماں ملک شام کے دربار میں اس کی عزت دیکھتی تو اسے خود ہی یقین آ جاتا کہ شہزادی مہ جبین ملک شام کے بادشاہ کی ہی بیٹی ہے جو اس سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ شیخ چلی کافی دیر تک جاگتا رہا۔ اس نے سوچا کہ اسے واقعی اب سو جانا چاہئے۔ صبح کے وقت اس کی ماں گہری نیند سو رہی ہوتی ہے۔

وہ صبح جلد جاگ جائے گا اور اپنی ماں کے اٹھنے سے پہلے ہی شہزادی مہ جبین سے ملنے کے لئے جنگل کی جانب روانہ ہو جائے گا اور اسے لے کر وہیں سے ملک شام چلا جائے گا اس کے بعد وہ شہزادی مہ جبین سے شادی ہونے کے بعد ہی اپنی بوڑھی ماں کو محل میں بلائے گا۔

یہ سوچ کر شیخ چلی سو گیا۔ صبح جب اس کی آنکھ کھلی تو خاصا دن نکل آیا تھا۔ آنکھیں کھلتے ہی اسے شہزادی مہ جبین کا خیال آیا تو وہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کی بوڑھی ماں روز کی طرح اسے سوتا چھوڑ کر چوہدری نواز کے گھر کام کرنے کے لئے جا چکی تھی۔

"اب تو کافی دن نکل آیا ہے۔ کیا شہزادی مہ جبین اب بھی میرا جنگل میں انتظار کر رہی ہو گی"۔ شیخ چلی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں۔ وہ اب بھی میرا ہی انتظار کر رہی ہو گی۔ مجھے فوراً جنگل پہنچ جانا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ سچ مچ کسی اور کے ساتھ ملک شام روانہ ہو جائے۔ اگر ایسا ہوا تو میں ساری زندگی نہ کسی حسین شہزادی سے شادی کر سکوں گا اور نہ ہی میں کسی ملک کا بادشاہ بن سکوں گا"۔ شیخ چلی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور وہ تیزی سے غسل خانے میں گھس گیا۔ اس نے نہانے دھونے میں وقت ضائع نہیں کیا تھا۔ غسل خانے میں جا کر اس نے لباس تبدیل کیا تھا۔

لباس بدلنے کے بعد وہ گھر سے باہر آ گیا۔ اس بار وہ اپنے ساتھ مگو اور سنہری بین بھی نہیں لے گیا تھا۔ گھر سے نکلتے ہی وہ جنگل کی طرف دوڑ گیا۔

تیزی سے بھاگتا ہوا وہ جنگل پہنچا اور جنگل میں شہزادی مہ جبین کو تلاش کرنے لگا۔

"میں آ گیا ہوں شہزادی مہ جبین کہاں ہو تم"۔ شیخ

چلی نے جنگل میں شہزادی مہ جبین کو زور زور سے آوازیں دیتے ہوئے کہا لیکن شہزادی مہ جبین وہاں بھلا کہاں تھی۔

"شہزادی مہ جبین۔ کہاں ہو تم۔ شہزادی"۔ شیخ چلی جنگل میں گھومتا ہوا شہزادی مہ جبین کو مسلسل آوازیں دے رہا تھا لیکن شہزادی مہ جبین اسے کہیں نہیں مل رہی تھی۔ جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا شیخ چلی کا دل بیٹھا جا رہا تھا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ شہزادی مہ جبین اس کا انتظار کر کر کے وہاں سے چلی گئی ہے۔ اسے یقیناً گاؤں کا کوئی شخص مل گیا ہو گا جسے اس نے ساری حقیقت بتا دی ہو گی اور شہزادی مہ جبین اس شخص کے ساتھ ملک شام روانہ ہو گئی ہو گی۔ شیخ چلی کو گاؤں کے اس شخص پر رشک آنے لگا کہ وہ کون خوش قسمت ہو گا جو شہزادی مہ جبین کو ملک شام لے گیا ہو گا۔

وہ جو کوئی بھی ہو گا شہزادی مہ جبین اب اسی سے شادی کر لے گی اور گاؤں کا وہ انجان شخص اب ملک شام کا بادشاہ بن جائے گا۔ شیخ چلی اب سوائے

افسوس کرنے کے اور کیا کر سکتا تھا۔ وہ تھک ہار کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور موٹے موٹے آنسو بہانے لگا۔ اسے شہزادی مہ جبین جیسی حسین شہزادی کے وہاں سے چلے جانے کا بے حد دکھ ہو رہا تھا۔ اچانک شیخ چلی کے سامنے جھماکا سا ہوا اور وہاں عسکا پری نمودار ہو گئی۔

"کیا بات ہے شیخ چلی۔ تم اس طرح یہاں اداس کیوں بیٹھے ہوئے ہو"۔ عسکا پری نے شیخ چلی کی جانب دیکھتے ہوئے بڑے ہمدردانہ لہجے میں پوچھا۔ اس کی آواز سن کر شیخ چلی نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور پھر سر جھکا لیا۔

"تم یہاں کیوں آئی ہو۔ جاؤ یہاں سے مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی"۔ شیخ چلی نے آنسو بہاتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہوا کیا ہے۔ مجھے بھی تو بتاؤ"۔ عسکا پری نے کہا۔

"نہیں بتاؤں گا تو تم میرا کیا بگاڑ لو گی۔ کہا ہے نا جاؤ تم یہاں سے اور مجھے اکیلا چھوڑ دو"۔ شیخ چلی

نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس وقت اسے عسکا پری کے سامنے آنے پر شدید غصہ آ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے اگر تم کہتے ہو تو میں چلی جاتی ہوں۔ میں تو تمہیں یہ بتانے کے لئے آئی تھی کہ مجھے ایک بہت بڑے اور قیمتی خزانے کا علم ہوا ہے۔ اگر تم چاہو تو میں تمہیں اس خزانے تک لے جا سکتی ہوں"۔ عسکا پری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں چاہئے مجھے کوئی خزانہ۔ تم بس جاؤ یہاں سے"۔ شیخ چلی نے بے زاری سے کہا۔

"سوچ لو شیخ چلی۔ وہ خزانہ اتنا بڑا ہے کہ تم اس خزانے سے ملک شام جیسی دس ریاستیں خرید کر ان کا بادشاہ بن سکتے ہو پھر شہزادی مہ جبین تو کیا دنیا کی بڑی بڑی ریاستوں کی شہزادیاں تم سے شادی کرنے کے لئے تیار ہو سکتی ہیں"۔ عسکا پری نے اسے لالچ دینے والے انداز میں کہا اور اس کی بات سن کر شیخ چلی بری طرح سے اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہا تم نے میں خزانے سے دس ریاستیں خرید سکتا ہوں"۔ شیخ چلی نے اپنے آنسو صاف کرتے

ہوئے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ لیکن تم کہہ رہے ہو کہ تمہیں کوئی خزانہ نہیں چاہئے"۔ عسکا پری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ نہیں نہیں۔ کیوں نہیں چاہئے مجھے خزانہ۔ جلدی بتاؤ۔ کہاں ہے وہ خزانہ اور میں اس خزانے کو کیسے حاصل کر سکتا ہوں۔ جو بھی ہو جیسے بھی ہو میں اس خزانے کو ضرور حاصل کروں گا۔ میں اس خزانے سے ملک شام جیسی دس ریاستیں خرید کر ان کا بادشاہ بنوں گا اور پھر میں ملک شام کے بادشاہ کے پاس جا کر اس کی بیٹی شہزادی مہ جبین کا ہاتھ مانگ لوں گا۔ میری دس ریاستیں دیکھ کر نہ تو ملک شام کا بادشاہ، شہزادی مہ جبین سے میری شادی کرانے سے انکار کرے گا اور نہ شہزادی مہ جبین کسی اور کے ساتھ شادی کرنے کے لئے راضی ہو گی۔ چلو۔ چلو۔ جلدی چلو اور مجھے اس خزانے تک پہنچا دو۔ اب میں وہ خزانہ حاصل کر کے ہی اپنے گھر واپس جاؤں گا"۔ شیخ چلی نے رکے بغیر مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"اس خزانے تک میں تمہیں سنہری بین کی مدد سے

پہنچا سکتی ہوں۔ لاؤ وہ بین مجھے دو میں اسے بجاتی ہوں اور پھر میں جہاں جہاں جاؤں تم میرے پیچھے چلتے رہنا۔ میں تمہیں ٹھیک اس جگہ لے جاؤں گی جہاں خزانہ دفن ہے''۔ عسکا پری نے کہا جو اصل میں چالاک جن شمولا تھا۔

''سنہری بین۔ کون سی سنہری بین۔ میرے پاس تو کوئی بین نہیں ہے''۔ شیخ چلی نے کہا۔ عادت کے مطابق وہ ایک بار پھر سنہری بین کے بارے میں بھول گیا تھا۔ اس کی بات سن کر عسکا پری بنا شمولا جن چونک پڑا۔

''کیا کہا۔ تمہارے پاس بین نہیں ہے۔ اوہ شاید تم بھول رہے ہو۔ میں اس بین کی بات کر رہی ہوں جو تمہیں ایک جوگی سے تمہارے دوست گونگلو نے لا کر دی تھی۔ جس بین کی میں قیدی ہوں''۔ شمولا جن نے اسے یاد دلاتے ہوئے کہا۔

''اوہ اچھا۔ تم اس بین کی بات کر رہی ہو''۔ شیخ چلی نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ لاؤ وہ بین مجھے دو اور میرے ساتھ خزانہ

حاصل کرنے کے لئے چلو۔ وہ طلسمی خزانہ ہے۔ اسے ہمیں ہر حال میں آج ہی دفن شدہ جگہ سے نکالنا ہو گا اگر رات ہو گئی تو پھر وہ خزانہ خود ہی وہاں سے غائب ہو جائے گا''۔ شمولا جن نے چالاکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

''بین۔ رکو ابھی دیتا ہوں''۔ شیخ چلی نے کہا اور پھر وہ جلدی جلدی اپنے لباس میں ہاتھ ڈال کر بین تلاش کرنے لگا۔

''کیا ہوا۔ کہاں ہے بین''۔ شمولا جن نے اس کی جانب بے چین نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''پتہ نہیں۔ میں تو اسے ہمیشہ اپنے لباس میں ہی چھپا کر رکھتا ہوں لیکن بین اب لباس میں نہیں ہے''۔ شیخ چلی کے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''بین لباس میں نہیں ہے تو کہاں ہے۔ کیا تم اسے ساتھ لائے تھے''۔ شمولا جن نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''رکو۔ سوچنے دو مجھے''۔ شیخ چلی نے کہا اور پھر وہ سر پر ہاتھ رکھ کر یاد کرنے لگا کہ اس نے لباس

بدلتے وقت بین اس لباس میں رکھی بھی تھی یا نہیں۔

"جلدی کرو شیخ چلی۔ ہمیں ابھی بہت دور جانا ہے۔ دیر ہوئی تو وہ خزانہ بھی تمہارے ہاتھوں سے نکل جائے گا"۔ شمولا جن نے اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے بے تابی سے کہا۔

"وہ بین تو گھر میں ہی رہ گئی ہے"۔ شیخ چلی نے کہا اور عسکا پری بنا شمولا جن بری طرح سے اچھل پڑا۔

"کیا کہا۔ بین گھر میں رہ گئی ہے"۔ شمولا جن نے تیز لہجے میں کہا۔ اسے شیخ چلی جیسے احمق اور موٹے دماغ کے مالک پر شدید غصہ آ رہا تھا جو بین لئے بغیر ہی گھر سے یہاں آ گیا تھا۔

"ہاں۔ مجھے چونکہ جلد سے جلد جنگل میں آ کر شہزادی مہ جبین سے ملنا تھا اس لئے میں بین دوسرے لباس سے نکال کر اس لباس میں رکھنا بھول گیا تھا۔ وہ بین میرے پہلے والے لباس کے اندر ہی موجود ہے"۔ شیخ چلی نے کہا۔

"اوہ۔ تو جاؤ۔ جلدی گھر جاؤ اور جا کر وہ بین

لے آؤ۔ اس بین کے بغیر تو ہم خزانے تک پہنچ ہی نہیں سکیں گے"۔ شمولا جن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم یہیں رکو۔ میں ابھی جا کر گھر سے بین لے آتا ہوں"۔ شیخ چلی نے کہا اور وہ گھر جانے کے لئے مڑا مگر پھر ایک خیال آتے ہی وہ رک گیا اور مڑ کر غور سے عسکا پری کی جانب دیکھنے لگا۔

"اب کیا ہوا۔ تم میری طرف ایسے کیوں دیکھ رہے ہو"۔ عسکا پری بنے شمولا جن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم عسکا پری ہی ہو نا"۔ شیخ چلی نے اس کی جانب تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ہاں۔ کیوں تمہیں کوئی شک ہے مجھ پر"۔ شمولا جن نے بوکھلا کر کہا۔ وہ ڈر رہا تھا کہ کہیں اس کی بوڑھی ماں کی طرح شیخ چلی نے بھی اس کا اصلی روپ تو نہیں دیکھ لیا۔

"نہیں۔ میں یہ سوچ رہا تھا کہ تم نے تو مجھ سے کہا تھا کہ تم اس وقت تک بین سے باہر نہیں آ سکتی

ہو جب تک کہ میں بین بجا کر تمہیں باہر آنے کے لئے نہ کہوں۔ میں اپنی بین تو گھر ہی بھول آیا تھا۔ بین بجی ہی نہیں تو تم بین سے نکل کر یہاں کیسے آ گئی ہو"۔ شیخ چلی نے کہا اور شیخ چلی جیسے موٹے دماغ کے مالک سے ذہانت آمیز بات سن کر شمولا جن گڑبڑا کر رہ گیا۔ اسے گمان بھی نہیں تھا کہ شیخ چلی جیسا احمق انسان اس قدر ذہانت آمیز بات کر سکتا ہے۔

"مجھے اس خزانے نے بین سے نکلنے پر مجبور کیا تھا شیخ چلی۔ تم بین گھر بھول آئے تھے اور تمہارا اس جنگل سے جلد واپس آنے کا بھی کوئی ارادہ معلوم نہیں ہو رہا تھا۔ جس خزانے کے بارے میں مجھے علم ہوا ہے وہ طلسمی خزانہ ہے جو شام تک غائب ہو سکتا ہے اس لئے میں خود ہی بین سے نکل آئی اور یہاں آ گئی تاکہ تمہیں اس انمول اور بڑے خزانے کے بارے میں بتا سکوں"۔ شمولا جن نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ تم یہیں رکو۔ میں

ابھی گھر جا کر بین لے آتا ہوں"۔ شیخ چلی نے کہا جیسے واقعی اسے عسکا پری کی بات سمجھ میں آ گئی ہو۔

"جلدی آنا۔ ایسا نہ ہو کہ تمہیں آتے آتے شام ہو جائے۔ ایسا ہوا تو تمہیں وہ خزانہ نہیں ملے گا اور نہ ہی تم کبھی شہزادی مہ جبین جیسی حسین شہزادی سے شادی کر سکو گے"۔ شمولا جن نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ میں دیر نہیں لگاؤں گا۔ میں بس ابھی گیا اور ابھی واپس آیا"۔ شیخ چلی نے کہا اور پھر اس نے فوراً گھر کی جانب دوڑ لگا دی۔

شمولا جن بدستور عسکا پری کے روپ میں تھا۔ شیخ چلی کو بین لینے گئے ہوئے کافی دیر ہو چکی تھی۔ شمولا جن بے صبری سے اس کی واپسی کا انتظار کر رہا تھا لیکن شیخ چلی جیسے گھر کا ہی ہو کر رہ گیا تھا۔ وہ واپس آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

''ہونہہ۔ اب اس بدبخت کو کیا ہو گیا ہے۔ وہ بین لے کر ابھی تک واپس کیوں نہیں آیا''۔ شمولا جن نے غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ بڑے بے چین انداز میں شیخ چلی کا انتظار کر رہا تھا لیکن شیخ چلی بین لے کر واپس آ ہی نہیں رہا تھا۔

''کہیں ایسا تو نہیں کہ شیخ چلی کی بوڑھی ماں گھر آ گئی ہو اور اس نے شیخ چلی کو روک لیا ہو''۔ شمولا

جادوگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے مچوگی کو بلانے کا سوچا جس نے اسے شیخ چلی کے جنگل میں پہنچنے کی اطلاع دی تھی۔

ابھی شمولا جن تالی بجا کر مچوگی کو بلانے ہی لگا تھا کہ اسے دور درختوں کے بیچ سے شیخ چلی اپنے گدھے مکو پر سوار اس طرف آتا دکھائی دیا۔ شیخ چلی کو آتے دیکھ کر شمولا جن کے چہرے پر سکون آ گیا۔

''ہونہہ۔ تو احمق انسان واپس آ ہی گیا ہے''۔ شمولا جن نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔

شیخ چلی بڑے اطمینان بھرے انداز میں مکو گدھے پر بیٹھا اس طرف آ رہا تھا۔ شیخ چلی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی وہ بے حد خوش دکھائی دے رہا تھا۔

''جلدی آؤ شیخ چلی اور وہ بین مجھے دے دو۔ جیسے ہی بین تم مجھے دو گے میں بین لے کر یہاں سے غائب ہو جاؤں گا۔ پھر ڈھونڈتے رہنا تم مجھے اور اپنی عسکا پری کو''۔ شمولا جن نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔ شیخ چلی گدھے کو لئے اس کے نزدیک آ گیا۔

”تم کہاں رہ گئے تھے شیخ چلی۔ میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی تھی“۔ عسکا پری بنے شمولا جن نے شیخ چلی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”اماں کام کر کے جلدی گھر آ گئی تھی۔ اس نے مجھے گھر سے نکلنے پر بہت ڈانٹا تھا اور دوبارہ گھر سے باہر نہ جانے کا حکم دیا تھا۔ میں اماں کی وجہ سے وہیں رک گیا تھا۔ اب اماں سوئی ہے تو میں مگو کو لے کر فوراً یہاں آ گیا ہوں“۔ شیخ چلی نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا تھا۔ خیر بین لائے ہو“۔ شمولا جن نے پوچھا۔

”ہاں لایا ہوں“۔ شیخ چلی نے کہا اور اس نے اپنے لباس سے سنہری بین نکال لی۔ سنہری بین دیکھ کر شمولا جن کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

”لاؤ۔ بین مجھے دے دو۔ ایسا نہ ہو کہ ہم یہاں کھڑے باتیں کرتے رہ جائیں اور شام ہوتے ہی خزانہ زمین سے غائب ہو جائے“۔ شمولا جن نے سنہری بین کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتے

ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں یہ بین تمہیں نہیں دوں گا۔ میں خود یہ بین بجاؤں گا“۔ شیخ چلی نے کہا تو شمولا جن بری طرح سے چونک پڑا۔

”یہ تم کیا کہہ رہے ہو شیخ چلی۔ تمہارے بین بجانے سے کچھ نہیں ہو گا۔ بین میں بجاؤں گی۔ بین بجانے کی وجہ سے میرے سامنے خزانے تک جانے والے راستے کھلتے جائیں گے۔ تم میرے پیچھے پیچھے چلتے آنا تو ہم جلد ہی دفن شدہ خزانے والی جگہ پر پہنچ جائیں گے“۔ شمولا جن نے کہا۔

”نہیں۔ بین تو میں ہی بجاؤں گا۔ تم میرے پیچھے آنا۔ اگر بین بجا کر تم دفن شدہ خزانے تک پہنچ سکتی ہو تو میں کیوں نہیں اور تم نے خود ہی کہا تھا کہ میں بہت اچھی بین بجاتا ہوں“۔ شیخ چلی نے جیسے ضد کرتے ہوئے کہا تو شمولا جن نے غصے سے ہونٹ بھینچ لئے۔

”ہاں۔ میں نے کہا تھا کہ تم اچھی بین بجاتے ہو۔ لیکن تم یہ مت بھولو کہ خزانوں تک تمہیں صرف

میں ہی لے جا سکتی ہوں۔ تم ضد کر کے خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہو شیخ چلی۔ اگر تمہیں خزانہ حاصل کر کے ملک شام کی شہزادی مہ جبین سے شادی کرنی ہے تو بین مجھے دے دو ورنہ تمہاری مرضی۔ یہ دفن شدہ خزانہ تمہارے ہاتھوں سے نکل گیا تو پھر میں تمہارے لئے پھر کبھی کوئی خزانہ تلاش نہیں کر سکوں گی''۔ شمولا جن نے شیخ چلی کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ اس خزانے کے سوا تم میرے لئے اور خزانے نہیں ڈھونڈو گی''۔ شیخ چلی نے چونک کر کہا اور گدھے سے اچھل کر نیچے آ گیا۔

''اگر یہ خزانہ تمہیں مل گیا تو پھر میں تمہیں اس جیسے سینکڑوں خفیہ خزانوں تک پہنچا سکتی ہوں لیکن اگر یہ خزانہ تمہارے ہاتھوں سے نکل گیا تو پھر میرے لئے بھی تمہارے لئے اور خزانے تلاش کرنا مشکل ہو جائے گا''۔ شمولا جن نے بے تابی سے کہا۔ وہ جلد سے جلد شیخ چلی سے سنہری بین حاصل کر کے وہاں سے بھاگ جانا چاہتا تھا لیکن شیخ چلی بین بجانے کی ضد کر رہا تھا۔ شمولا جن جانتا تھا کہ اگر شیخ چلی نے

بین بجائی تو بین میں موجود اصلی عسکا پری بین سے نکل کر باہر آ جائے گی اور اسے باہر آتے دیکھ کر شمولا جن کو شیخ چلی سے بین حاصل کئے بغیر وہاں سے بھاگنا پڑے گا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تمہیں ایک شرط پر بین دوں گا''۔ شیخ چلی نے جیسے اس کی بات مانتے ہوئے کہا تو شمولا جن کی جان میں جان آ گئی۔

''بولو۔ کیا شرط ہے تمہاری''۔ شمولا جن نے کہا۔

''مجھے اپنے سر کے دو بال توڑ کر دے دو''۔ شیخ چلی نے کہا اور شمولا جن اس کی بات سن کر حیرت زدہ رہ گیا۔

''سر کے دو بال۔ کیوں۔ تم میرے بالوں کا کیا کرو گے''۔ عسکا پری بنے شمولا جن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں جو بھی کروں۔ تم مجھے بس اپنے سر کے دو بال توڑ کر دے دو''۔ شیخ چلی نے اصرار کرنے والے انداز میں کہا۔ عسکا پری بنا شمولا جن حیرت سے شیخ چلی کی طرف دیکھ رہا تھا لیکن شیخ چلی کے چہرے پر

حماقت کے ڈونگرے برس رہے تھے۔ جیسے وہ اپنے احمقانہ پن کی وجہ سے اس سے دو بالوں کی فرمائش کر رہا ہو۔ شمولا جن نے سوچا کہ بھلا اسے شیخ چلی کو اپنے سر کے دو بال توڑ کر دینے میں کیا نقصان ہو سکتا ہے۔ اس نے سر کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن شیخ چلی نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

”رکو۔ میں خود تمہارے سر سے اپنی مرضی کے دو بال توڑوں گا“۔ شیخ چلی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جلدی کرو۔ توڑ لو جتنے چاہے بال توڑ لو“۔ عسکا پری بنے شمولا جن نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا تو شیخ چلی اس کے سر کے بالوں کو غور سے دیکھنے لگا پھر اس نے دو بال توڑے اور پیچھے ہٹ گیا۔

”اب لاؤ۔ بین دو مجھے“۔ عسکا پری بنے شمولا جن نے کہا تو شیخ چلی نے اثبات میں سر ہلا کر بین اس کی جانب بڑھا دی۔ عسکا پری بنے شمولا جن نے اس سے بین جھپٹی اور انتہائی مسرت بھری نظروں سے بین کی طرف دیکھنے لگا۔

”تم ذرا یہاں رکو۔ میں ابھی آتی ہوں“۔ عسکا پری بنے شمولا جن نے کہا اور پھر وہ شیخ چلی کا جواب سنے بغیر تیزی سے مڑا اور دوسری طرف موجود درختوں کے جھنڈ کی جانب بھاگتا چلا گیا۔

درختوں کے درمیان جاتے ہی اس نے بھاگتے بھاگتے ایک ناگ کا روپ بدلا اور گھنی جھاڑیوں کے درمیان رینگتا ہوا اپنے خفیہ ٹھکانے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ اپنے خفیہ ٹھکانے پر تھا۔ خفیہ ٹھکانے پر آتے ہی اس نے اپنا اصلی روپ دھار لیا۔

سنہری بین اس کے ہاتھوں میں تھی اور وہ بین کی جانب انتہائی مسرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

”میں کامیاب ہو گیا۔ میں اپنی چالاکی اور عیاری سے شیخ چلی سے سنہری بین حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اب یہ بین اور بین میں قید شہزادی عسکا پری میری ہے صرف میری۔ شہزادی عسکا پری سے میں جو کہوں گا وہ میرا ہر حکم پورا کرے گی۔ میں عسکا پری کی مدد سے نہ صرف کوہ قاف بلکہ پرستان کی تمام ریاستوں پر بھی قبضہ کر لوں گا اور پھر میں کوہ قاف

اور پرستان کا شہنشاہ بن جاؤں گا۔پرستان کا شہنشاہ‘‘۔ شمولا جن نے انتہائی مسرت بھرے انداز میں کہا اور پھر وہ خوشی کے عالم میں زور زور سے قہقہے لگانا شروع ہو گیا۔ اس کا چہرہ شیخ چلی سے سنہری بین حاصل کرنے کی وجہ سے کھلا ہوا تھا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ وہیں والہانہ انداز میں رقص کرنا شروع کر دے۔ وہ بار بار سنہری بین کو چوم رہا تھا۔ پھر وہ بین کو قریب کر کے دیکھنے لگا۔کچھ دیر وہ بین کو غور سے دیکھتا رہا پھر اچانک وہ بری طرح سے اچھل پڑا۔

’’ارے۔ یہ کیا۔ یہ وہ سنہری بین تو نہیں ہے جس میں عسکا پری قید ہے‘‘۔ شمولا جن نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا اور پھر وہ بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں بین کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ بین کو غور سے دیکھتے ہوئے اس کی ساری خوشی جیسے ہوا ہو گئی تھی اور خوشی کی جگہ اس کے چہرے پر انتہائی پریشانی اور خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

’’ساگڑی۔ ساگڑی۔ کہاں ہو تم جلدی آؤ۔ جلدی

آؤ یہاں‘‘۔ اچانک شمولا جن نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں ساگڑی کو آوازیں دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اس کے قریب زور دار کڑاکا ہوا۔ دھواں سا پھیلا اور پھر اس دھویں نے ساگڑی بڑھیا کا روپ دھار لیا۔

’’میں حاضر ہوں آقا۔ حکم‘‘۔ ساگڑی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’ساگڑی۔ یہ بین دیکھو اور مجھے بتاؤ کہ کیا یہ وہی بین ہے جس میں شہزادی عسکا پری قید ہے‘‘۔ شمولا جن نے پریشانی کے عالم میں کہا اور بین ساگڑی کی جانب بڑھا دی۔ ساگڑی نے اس سے بین لی اور اسے غور سے دیکھنے لگی۔

’’نہیں آقا۔ یہ نقلی بین ہے۔ اس بین میں شہزادی عسکا پری نہیں ہے‘‘۔ ساگڑی نے کہا اور شمولا جن بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس کا چہرہ یکلخت خوف اور پریشانی سے سیاہ ہو گیا تھا۔

’’مم مم۔ مجھے یہی لگ رہا تھا کہ یہ وہ بین نہیں ہے۔ اس بین پر چھوٹے چھوٹے سیاہ دھبے بنے ہوئے ہیں جبکہ سنہری بین پر کوئی دھبہ نہیں ہے۔ اس

کا مطلب ہے کہ شیخ چلی نے مجھ سے دھوکا کیا ہے اور اصلی بین کی جگہ اس نے مجھے نقلی بین دے دی ہے''۔ شمولا جن نے غصے میں آتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ لیکن شیخ چلی نے ایسا کیوں کیا ہے آقا۔ اس نے آپ کو نقلی بین کیوں دی ہے''۔ ساگڑی نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

''میں نہیں جانتا۔ لیکن اس نے مجھے۔ شمولا جن کو دھوکا دیا ہے۔ میں اس دھوکے باز کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں اس کے ٹکڑے اُڑا دوں گا۔ وہ معمولی آدم زاد اور مجھے دھوکا دے میں یہ برداشت نہیں کر سکتا۔ میں ابھی جا کر اس سے پوچھتا ہوں کہ اس نے مجھے اصلی بین کی جگہ نقلی بین کیوں دی ہے''۔ شمولا جن نے بری طرح سے گرجتے ہوئے کہا۔

''وہ کہاں ہے اس وقت''۔ ساگڑی نے پوچھا۔

''وہ جنگل میں ہی موجود ہے''۔ شمولا جن نے جواب دیا۔

''کیا میں آپ کے ساتھ چلوں۔ اگر وہ آپ کو

اصلی بین دینے سے انکار کرے گا تو میں اسے ڈراؤں دھمکاؤں گی تاکہ وہ آپ کو اصلی بین دے دے''۔ ساگڑی نے کہا۔

''ہاں۔ ٹھیک ہے۔ آؤ۔ میرے ساتھ آؤ''۔ شمولا جن نے کہا اور اس نے فوراً ناگ کا روپ دھارا اور غار سے باہر جانے والے راستے کی طرف رینگنا شروع ہو گیا۔ ساگڑی بھی دھوئیں میں تبدیل ہوئی اور دھواں لہراتا ہوا ناگ کے پیچھے ہوا میں تیرتا چلا گیا۔

کچھ ہی دیر میں وہ جنگل میں تھے۔ شمولا جن تیزی سے درختوں کے درمیان اور زمین پر موجود جھاڑیوں سے گزرتا ہوا اس طرف رینگتا چلا جا رہا تھا جہاں اس نے شیخ چلی کو چھوڑا تھا۔

شمولا جن نے شیخ چلی کے پاس عسکا پری کو دیکھا تو وہ ایک درخت کے تنے سے لپٹ کر ان کی طرف دیکھنے لگا۔ ساگڑی دھواں بنی جو اس کے ساتھ آ رہی تھی وہ بھی رک گئی۔

''یہ کیا۔ شیخ چلی کے پاس تو عسکا پری موجود ہے''۔ شمولا جن نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ ساگڑی

نے دھویں سے فوراً بڑھیا کا روپ دھار لیا اور وہ بھی دور کھڑے شیخ چلی اور عسکا پری کی جانب دیکھنے لگی۔

''ہاں آقا۔ سنہری بین شیخ چلی کے ہاتھوں میں ہے۔ لگتا ہے اس نے بین بجا کر عسکا پری کو اپنے پاس بلا لیا ہے''۔ ساگڑی نے کہا۔

''اب کیا کریں۔ میں عسکا پری کے سامنے گیا تو وہ مجھے فوراً پکڑ لے گی''۔ شمولا جن نے پریشان کے عالم میں کہا۔

''ہمیں کچھ دیر یہیں رک کر انتظار کرنا پڑے گا۔ جیسے ہی عسکا پری واپس جائے گی میں فوراً شیخ چلی کے پاس پہنچ جاؤں گی اور اس سے ہر حال میں بین حاصل کرنے کی کوشش کروں گی۔

''کیا تم عسکا پری کا شیخ چلی کی بین میں واپس جانے کا انتظار کرو گی''۔ شمولا جن نے پوچھا۔

''وہ بین میں جائے یا شیخ چلی کے کسی کام سے۔ شیخ چلی جیسے ہی اس سے الگ ہو گا میں اس کے پاس پہنچ جاؤں گی''۔ ساگڑی نے کہا۔

''اس دوران اگر عسکا پری واپس آ گئی تو''۔ شمولا



جن نے پریشانی کے عالم میں پوچھا۔

''میں دھیان رکھوں گی آقا۔ اگر عسکا پری واپس آئی تو میں وہاں سے فوراً غائب ہو جاؤں گی''۔ ساگڑی نے کہا تو شمولا جن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

وہ دونوں جھاڑیوں میں چھپے رہے پھر انہوں نے عسکا پری کو شیخ چلی کے پاس سے غائب ہوتے دیکھا۔

''عسکا پری غائب ہو گئی ہے۔ شاید وہ واپس شیخ چلی کی بین میں چلی گئی ہے۔ میں احتیاطاً یہیں چھپتا ہوں۔ تم جاؤ شیخ چلی کے پاس اور اس سے کسی طرح سے بین حاصل کرنے کی کوشش کرو''۔ شمولا جن نے کہا تو ساگڑی نے اثبات میں سر ہلایا اور وہاں سے غائب ہو گئی۔

عسکا پری کو بین لے کر وہاں سے بھاگتے دیکھ کر شیخ چلی کے ہونٹوں پر طنز آمیز مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

''ہونہہ۔ مجھے احمق بنانے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ کیا سمجھتا ہے کہ میں اتنا ہی احمق ہوں کہ میں اسے اصلی عسکا پری سمجھ لوں گا اور بین اس کے حوالے کر دوں گا تاکہ وہ بین لے کر یہاں سے بھاگ جائے''۔ شیخ چلی نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

جب عسکا پری بنا شمولا جن بھاگتا ہوا درختوں کے پیچھے غائب ہو گیا تو شیخ چلی نے لباس کے دوسرے حصے سے اصلی سنہری بین نکال لی۔ اس نے بین منہ سے لگائی اور اس میں زور زور سے پھونکیں مارنے لگا۔ بین سے مخصوص دھن نکلی اور پھر اس کے

سوراخوں سے دھواں نکلنا شروع ہو گیا۔ کچھ ہی دیر میں عسکا پری شیخ چلی کے سامنے تھی۔

"کیا تم نے شمولا جن کو نقلی بین دے دی ہے"۔ عسکا پری نے شیخ چلی کی جانب دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ وہ نقلی بین کو اصلی بین سمجھ کر لے کر بھاگ گیا ہے"۔ شیخ چلی نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور کیا تم نے اس کے سر کے دو سفید بال حاصل کئے ہیں"۔ عسکا پری نے پوچھا۔

"ہاں۔ میں نے بین اسے اسی شرط پر دی تھی کہ وہ مجھے اپنے سر کے دو بال توڑنے دے۔ میں نے اسے یہ نہیں بتایا تھا کہ میں اس کے سر کے دو سفید بال توڑنا چاہتا ہوں"۔ شیخ چلی نے کہا۔

"بہت خوب۔ لاؤ وہ دونوں بال مجھے دے دو۔ میں دیکھتی ہوں کہ اب شمولا جن میری نظروں سے کیسے اور کہاں چھپتا ہے"۔ عسکا پری نے کہا تو شیخ چلی نے اثبات میں سر ہلا کر عسکا پری بے شمولا جن

کے سر سے توڑے ہوئے دونوں بال دے دیئے۔

عسکا پری نے اس سے بال لے کر ایک بال ہوا میں اچھالا تو اچانک اس بال میں آگ لگ گئی اور وہ راکھ بن کر گرتا چلا گیا۔

"اس بال کے جلنے کی وجہ سے اب مجھے ہر طرف سے شمولا جن کی بو مل جائے گی اور وہ کہیں بھی چھپا ہو گا میں اس تک آسانی سے پہنچ جاؤں گی"۔ عسکا پری نے کہا۔

"دوسرے بال کا کیا کرو گی تم"۔ شیخ چلی نے پوچھا۔

"شمولا جن کے سر کا دوسرا بال اس کی گردن کا پھندہ بنے گا وہ اسی بال سے ہی ہلاک ہو گا"۔ عسکا پری نے کہا تو شیخ چلی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب چلو یہاں سے۔ ایسا نہ ہو کہ شمولا جن کو پتہ چل جائے کہ میں نے اسے نقلی بین دی ہے۔ نقلی بین دیکھ کر وہ غصے سے آگ بگولا ہو جائے گا اور مجھے ہلاک کرنے کے لئے یہاں پہنچ جائے گا"۔ شیخ چلی نے کہا۔

”گھبراؤ نہیں۔ میری موجودگی میں وہ یہاں نہیں آئے گا اور اب جبکہ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ کوہ قاف کا شیطان شمولا جن تم سے سنہری بین حاصل کرنا چاہتا ہے اور مجھے اپنے شیطانی عزائم کے لئے استعمال کرنا چاہتا ہے تو میں بھلا اس کا ساتھ کیسے دے سکتی ہوں۔ وہ بے حد ظالم، بے رحم اور سفاک جن ہے۔ ایسے جن کی قید میں جا کر میں اپنی زندگی تباہ نہیں کر سکتی۔ اس لئے میں اس شیطان جن کو ہلاک کر دوں گی۔ اس نے تم سے دھوکا کیا تھا اور پہلے ناگ بن کر تمہارے سامنے آیا پھر اس نے شہزادی مہ جبین کا روپ دھارا اور اب وہ تمہارے سامنے میرا روپ بھر کر آیا تھا تاکہ خزانے کے لالچ میں تم سنہری بین اسے دے دو اور وہ سنہری بین لے کر یہاں سے فرار ہو جائے۔ یہ تو تمہاری اور میری قسمت اچھی تھی کہ تم بین گھر ہی بھول آئے تھے۔ شمولا جن نے تمہیں بین لینے گھر بھیج دیا تھا۔ تم نے گھر میں آ کر دوسری عقلمندی یہ کی تھی کہ بین بجا کر مجھے بین سے باہر بلا لیا تھا۔ جس سے مجھے تمہارے گھر میں شمولا جن کی

مخصوص بو مل گئی تھی۔ تم نے مجھے جب اپنی بوڑھی اماں کے سخت رویئے اور شہزادی مہ جبین کے بارے میں بتایا تو میں یہ سب سن کر حیران رہ گئی تھی پھر تم نے کہا کہ ایک عسکا پری جنگل میں بھی موجود ہے تو میں فوراً یہاں آ گئی اور میں نے دوسری عسکا پری کو دیکھا تو مجھے فوراً پتہ چل گیا کہ میرے بھیس میں شیطان شمولا جن ہے اور وہ تم سے سنہری بین حاصل کرنے کے لئے کیا کیا چالاکیاں کرتا پھر رہا ہے۔ میں واپس تمہارے پاس آ گئی اور میں نے تمہیں ایک نقلی بین دی کہ تم یہ بین لے جا دوسری عسکا پری کو دے دو جو اصل میں شمولا جن ہے لیکن اسے بین دینے سے پہلے اس کے سر کے دو سفید بال ضرور توڑ لینا۔ شمولا جن کا خفیہ ٹھکانہ جاننے اور اسے ہلاک کرنے کے لئے مجھے اس کے سر کے دو سفید بال درکار تھے جو اس وقت میرے کام آ سکتے تھے جب وہ اپنے سر کے بال تمہیں خود توڑنے کی اجازت دے دیتا اور اس احمق جن نے تم سے سنہری بین حاصل کرنے کے لئے اپنے سر کے دو بال توڑنے کی

اجازت دے دی۔ اب وہ پھنس گیا ہے۔ اب وہ نہ میری نظروں سے بچ سکتا ہے اور نہ میری گرفت میں آنے سے۔ میں اس شیطان جن کا بے حد بھیانک حشر کروں گی"۔ عسکا پری نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"اگر تم نے مجھے یہ نہ بتایا ہوتا کہ شہزادی مہ جبین بھی اصلی نہیں تھی اور وہ بدصورت شمولا جن تھا تو میں ساری زندگی اس کے غم میں مبتلا رہتا اور اپنی اماں کو ہی قصور وار ٹھہراتا رہتا کہ اس کی وجہ سے میری شادی ملک شام کی شہزادی مہ جبین سے ہوتے رہ گئی ہے۔ لیکن اب پتہ چل گیا ہے کہ یہ سب چالاک شمولا جن مجھے احمق بنانے کے لئے کر رہا تھا اور میں خواہ مخواہ اپنی بوڑھی اماں کو دوش دے رہا تھا"۔ شیخ چلی نے کہا۔

"تمہاری اماں بے حد نیک خاتون ہیں شیخ چلی۔ شمولا جیسا بھیانک اور بدصورت جن تمہاری اماں کے سامنے اپنی اصلی شکل نہیں چھپا سکا تھا"۔ عسکا پری نے کہا۔

"اب بتاؤ۔ اب کیا کرنا ہے"۔ شیخ چلی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"شمولا جن کو علم ہو گیا ہے کہ تم نے اسے نقلی بین دی تھی۔ وہ غیظ و غضب کا پیکر بنے اپنے ٹھکانے سے نکل آیا ہے اور وہ یہاں سے کچھ دور ایک ناگ بنا جھاڑیوں میں چھپا ہوا ہے۔ اس نے مجھے تمہارے ساتھ دیکھ لیا ہے اس لئے وہ آگے آنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ تم یہیں رکو میں ابھی آتی ہوں"۔ عسکا پری نے کہا۔

"ارے ارے۔ مجھے اکیلا چھوڑ کر کہاں جا رہی ہو۔ اگر تم نے مجھے اکیلا چھوڑ دیا تو شمولا جن فوراً جھاڑیوں سے نکل کر مجھ پر حملہ کر دے گا۔ تم کہہ رہی ہو کہ وہ ناگ بنا ہوا ہے۔ اگر وہ زہریلا ناگ ہوا اور اس نے مجھے کاٹ لیا تو"۔ شیخ چلی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم گھبراؤ نہیں۔ میں تمہیں ایک طلسمی تلوار دے دیتی ہوں۔ تم اسے اپنے ہاتھوں میں رکھنا۔ جب تک تلوار تمہارے ہاتھوں میں رہے گی شمولا جن تمہارے



سامنے آنے کی ہمت نہیں کرے گا"۔ عسکا پری نے کہا ساتھ ہی اس نے ہوا میں ہاتھ مارا تو اس کے ہاتھ میں ایک چمکتی ہوئی تلوار آ گئی۔ اس نے تلوار شیخ چلی کو دے دی اور وہاں سے غائب ہو گئی۔

شیخ چلی تلوار ہاتھ میں لئے چاروں طرف خوف بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اسی لمحے اچانک اس کے سامنے ایک زور دار دھماکا ہوا۔ دھماکے کی آواز سن کر شیخ چلی بری طرح سے اچھل پڑا۔ شیخ چلی کے سامنے زمین پر سیاہ دھواں سا اٹھا اور کچھ بلندی پر جا کر جمع ہوتا چلا گیا۔ چند لمحے دھواں ہوا میں لہراتا رہا پھر اچانک دھواں چھٹ گیا اور دھویں سے ایک بھیانک شکل والی بڑھیا سامنے آ گئی جس کا سارا جسم سفید بالوں سے بھرا ہوا تھا۔ بڑھیا کے ہاتھوں اور پیروں کی انگلیاں بے حد لمبی تھیں جن کے سروں پر لمبے اور چھریوں جیسے تیز ناخن دکھائی دے رہے تھے۔ جن پر سرخ خون لگا ہوا تھا۔ بالوں کے پیچھے سے بڑھیا کا سیاہ اور جھریوں بھرا ڈراؤنا چہرہ دکھائی دے رہا تھا۔ اس بڑھیا کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی تھیں

لیکن خون سے بھری ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

بھیانک شکل والی بڑھیا کو اس طرح اپنے سامنے نمودار ہوتے دیکھ کر شیخ چلی اچھل کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا اور اس کی جانب خوف بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔ بڑھیا خونی آنکھوں سے شیخ چلی کی جانب ہی دیکھ رہی تھی اور اس کے منہ سے بھیانک غراہٹوں کی آوازیں نکل رہی تھیں۔

”کک۔ کک۔ کون ہو تم“۔ شیخ چلی نے بھیانک بڑھیا کی جانب دیکھتے ہوئے گھگھیائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

”میں ساگڑی چڑیل ہوں“۔ بڑھیا نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی آواز اس قدر تیز اور خوفناک تھی کہ شیخ چلی کو اس کی آواز اپنے کانوں میں تیروں کی طرح گھستی اور چبھتی ہوئی محسوس ہوئی تھی اور شیخ چلی نے بے اختیار اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ دیئے تھے۔

”آہستہ بولو۔ تم تو ایسے چلا رہی ہو جیسے میں تم سے سینکڑوں میل دور ہوں۔ تمہاری بھیانک آواز سن کر میرے کانوں کے پردے پھٹ رہے ہیں“۔ شیخ

چلی نے جواباً چیختے ہوئے کہا۔

”شیخ چلی“۔ ساگڑی نے انتہائی ڈراؤنے انداز میں شیخ چلی کا نام لیتے ہوئے کہا۔

”میں نے کانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں۔ مجھے تمہاری آواز سنائی ہی نہیں دے رہی ہے“۔ شیخ چلی نے کہا۔

”بکو مت۔ یہ بین میرے آقا شمولا جن کو دے دو شیخ چلی ورنہ میں تمہارے ٹکڑے کر کے تمہیں کھا جاؤں گی“۔ ساگڑی نے بری طرح سے غراتے ہوئے کہا۔

”آقا شمولا جن۔ کون آقا۔ کون شمولا جن۔ کیا یہ تمہارا نام ہے“۔ شیخ چلی نے جان بوجھ کر انجان بننے کی کوشش کرتے ہوئے کہا جیسے وہ شمولا جن کو نہ جانتا ہو۔

”نہیں۔ میں ساگڑی ہوں۔ شمولا جن کی کنیز۔ لاؤ۔ یہ بین مجھے دے دو۔ میں خود ہی اسے اپنے آقا تک پہنچا دوں گی“۔ ساگڑی نے کہا۔

”نہیں۔ اگر تمہارے آقا پٹاخہ کو میری یہ بین

چاہئے تو اس سے کہو کہ وہ خود میرے سامنے آئے اور مجھ سے خود یہ بین مانگے۔ وہ میرے سامنے روئے گا گڑگڑائے گا اور میرے سامنے سو بار زمین پر ناک رگڑے گا تو ہو سکتا ہے کہ مجھے اس پر ترس آ جائے۔ اگر مجھے اس پر ترس آ گیا تو میں یہ بین اسے دے دوں گا''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''شاباش۔ شیخ چلی۔ اس سے ڈرو نہیں۔ تمہارے ہاتھ میں جو طلسمی تلوار ہے۔ اس تلوار کی موجودگی میں یہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ تم اسی طرح اسے باتوں میں لگائے رکھو۔ میں غیبی حالت میں تمہارے پاس ہی ہوں۔ میں اسی خاموشی سے جا کر شمولا جن کو اس کی گردن سے پکڑنا چاہتی ہوں۔ اگر یہ چڑیل تم پر حملہ کرنے کی کوشش کرے تو تم تلوار اس کی گردن پر مار دینا یہ فوراً فنا ہو جائے گی''۔ اچانک شیخ چلی کو اپنے کان میں عسکا پری کی آواز سنائی دی تو شیخ چلی چونک پڑا اور حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا لیکن عسکا پری اسے کہیں دکھائی نہ دی۔

''ادھر ادھر مت دیکھو ورنہ ساگڑی کو یہاں میری

موجودگی کا علم ہو جائے گا اور یہ یہاں سے بھاگ جائے گی''۔ عسکا پری کی آواز آئی تو شیخ چلی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''کیا سوچ رہے ہو شیخ چلی''۔ ساگڑی نے شیخ چلی کو خاموش دیکھ کر کڑکتے ہوئے پوچھا۔

''میں نے کیا سوچنا ہے۔ سوچنے کے لئے تو میں نے تم سے کہا ہے کہ جب تک تمہارا آقا میرے سامنے نہیں آئے گا میں بین نہیں دوں گا۔ سوچ لو اگر تمہارا آقا یہاں نہ آیا تو یہ بین میں تمہیں تو کبھی بھی نہیں دوں گا''۔ شیخ چلی نے جی کڑاتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ آقا یہاں نہیں آ سکتا ہے۔ وہ یہاں سے کچھ دور چھپا ہوا ہے اور ہماری طرف ہی دیکھ رہا ہے۔ تم یہ بین مجھے دو۔ میں بین اسے لے جا کر دے دوں گی۔ بین لے کر وہ خود ہی تمہارے پاس آ جائے گا اور تم گھبراؤ نہیں۔ میرا آقا بے حد رحم دل ہے۔ وہ تمہیں اس بین کے بدلے میں بے شمار دولت انعام میں دے دے گا جس سے تمہارے دن

بدل جائیں گے اور تم امیر ترین انسان بن جاؤ گے"۔ ساگڑی نے شیخ چلی کو لالچ دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ دن بدلنے سے کیا ہوتا ہے۔ میں تو یہاں شہزادی مہ جبین سے شادی کرنے کے لئے آیا تھا جو مجھے چھوڑ کر کسی اور کے ساتھ واپس اپنے ملک چلی گئی ہے۔ شہزادی مہ جبین سے زیادہ حسین لڑکی بھلا مجھے اور کہاں مل سکتی ہے"۔ شیخ چلی نے جان بوجھ کر اداس ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہارے پاس بہت سی دولت ہو گی تو شہزادی مہ جبین تو کیا اس سے زیادہ حسین شہزادیاں تم سے شادیاں کرنے کے لئے راضی ہو جائیں گے شیخ چلی۔ میں اپنے آقا سے کہوں گی کہ وہ دولت دینے کے ساتھ ساتھ تمہیں کسی ملک کا شہزادہ حسین شہزادہ بھی بنا دے۔ جب تم بے حد حسین اور شہزادے بن جاؤ گے تو تم ملک شام چلے جانا۔ تمہیں دیکھتے ہی ملک شام کی شہزادی مہ جبین خوش ہو جائے گی اور وہ تم سے شادی کرنے کے لئے بھی مان جائے گی"۔ ساگڑی نے کہا۔

"نہیں۔ مجھے کسی ملک کا شہزادہ اور حسین بننے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میں جیسا بھی ہوں اور جس حال میں ہوں مجھے کوئی شہزادی اسی حالت میں پسند کرے اور مجھ سے شادی کرے۔ میں روپ بدل کر کسی کو دھوکا نہیں دوں گا"۔ شیخ چلی نے کہا۔

"تو پھر اس کا ایک اور حل بھی ہے میرے پاس۔ تمہیں اپنا روپ بھی نہیں بدلنا پڑے گا اور کئی ملکوں کی حسین شہزادیاں خود تم سے شادی کرنے کا پیغام لے کر تمہارے پاس آئیں گی"۔ ساگڑی نے کہا۔

"اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ حسین شہزادیاں خود مجھ سے شادی کرنے کا پیغام لائیں"۔ شیخ چلی نے حیران ہو کر کہا۔

"میرے آقا کے پاس ایک سرخ ہیرا ہے۔ تم بین کے بدلے اس سے سرخ ہیرا مانگ لینا۔ سرخ ہیرے ہیرے سے سرخ روشنی کی شعاعیں نکلتی ہیں۔ تم سرخ ہیرے کی روشنی جس لڑکی پر بھی ڈالو گے وہ خود بخود تمہاری محبت میں مبتلا ہو جائے گی اور اس وقت تک

تمہارا پیچھا نہیں چھوڑے گی جب تک کہ تم اس سے شادی نہ کر لو۔ چاہے وہ لڑکی کسی ریاست یا کسی بھی بڑے ملک کی شہزادی ہی کیوں نہ ہو"۔ ساگڑی نے شیخ چلی کو ایک نیا لالچ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیا تم سچ کہہ رہی ہو۔ کیا واقعی تمہارے آقا کے پاس ایسا کوئی سرخ ہیرا موجود ہے جس کی روشنی لڑکی پر ڈالی جائے تو وہ اسی کی ہو جاتی ہے"۔ شیخ چلی نے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں سچ کہہ رہی ہوں۔ اگر کہو تو میں وہ سرخ ہیرا آقا سے لا کر تمہیں دے دوں"۔ ساگڑی نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ شیخ چلی اس کے جھانسے میں آ گیا ہے اور وہ اس سے کسی بھی معمولی سرخ ہیرے کے بدلے میں اس سے سنہری بین ہتھیا سکتی ہے۔

"نہیں تم رہنے دو۔ میں کچھ اور سوچ رہا ہوں"۔ شیخ چلی نے کہا۔

"کیا سوچ رہے ہو تم"۔ ساگڑی نے چونک کر پوچھا۔

"یہ بتاؤ کیا تم اس بڑھیا سے کوئی اور روپ دھار سکتی ہو"۔ شیخ چلی نے سوچتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ میں پاتال کی چڑیل ہوں۔ میں کوئی بھی روپ دھار سکتی ہوں"۔ ساگڑی نے جواب دیا۔

"تو ایسا کرو کہ تم اسی شہزادی مہ جبین کا روپ دھار لو۔ میں کسی اور کی بجائے تم سے ہی شادی کر لوں گا"۔ شیخ چلی نے کہا تو ساگڑی بری طرح سے چونک پڑی۔

"کیا کہا۔ تم مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہو"۔ ساگڑی نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں کیا حرج ہے۔ تم کون سے سدا بوڑھی رہو گی۔ تم جوان اور خوبصورت شہزادی مہ جبین کا روپ دھارو گی تو میں یہی سمجھوں گا کہ تم وہی شہزادی ہو جو مجھے جنگل میں ملی تھی"۔ شیخ چلی نے کہا وہ ساگڑی سے باتیں کرتا ہوا غیر محسوس انداز میں قدم اٹھاتا ہوا اس کے نزدیک آتا جا رہا تھا جس کا ساگڑی کو احساس بھی نہیں ہو رہا تھا۔

"نہیں۔ میں چڑیل ہوں۔ میں کسی آدم زاد سے

شادی نہیں کر سکتی''۔ ساگڑی نے سخت لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم میری بات نہیں مانو گی تو میں تمہاری بھی بات نہیں مانوں گا اور میں یہ بین تمہارے آقا کو نہیں دوں گا''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''تو پھر میں تم پر حملہ کر دوں گی شیخ چلی اور میں تمہارے ٹکڑے اُڑا دوں گی''۔ ساگڑی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''جو مرضی کرو۔ میں بین تو نہیں دوں گا بس میرا یہی فیصلہ ہے''۔ شیخ چلی نے بے خوفی سے کہا وہ ساگڑی کے کافی نزدیک آ چکا تھا۔ اب بس دو فٹ کا فاصلہ تھا وہ ساگڑی کے نزدیک آتے ہی اس کی گردن پر تلوار مار کر اسے فنا کر سکتا تھا۔

''کیا یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے''۔ ساگڑی نے غرا کر پوچھا۔

''ہاں۔ اور وہ دیکھو تمہارا آقا ناگ بنا اسی طرف آ رہا ہے۔ اس سے پوچھ لو اگر یہ تمہیں مجھ سے شادی کرنے کی اجازت دیتا ہے تو میں اسے بین دے دوں گا''۔ شیخ چلی نے کہا تو اس کی بات سن کر

گڑی تیزی سے مڑی۔ وہ جانتی تھی کہ شمولا جن بنا ہوا ہے اس لئے وہ شیخ چلی کے جھانسے میں گئی تھی۔ شیخ چلی نے جان بوجھ کر اس کی توجہ وسری طرف مبذول کرائی تھی تاکہ وہ اس پر حملہ کر سکے۔ جیسے ہی ساگڑی نے مڑ کر پیچھے دیکھا شیخ چلی چھل کر اس کے قریب آ گیا۔

''کہاں ہے آقا''۔ ساگڑی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور وہ شیخ چلی کی طرف مڑی تو شیخ چلی کو اپنے نزدیک دیکھ کر بوکھلا گئی۔ اس سے پہلے کہ وہ پیچھے ہٹتی شیخ چلی نے اچھل کر پوری قوت سے اس کی گردن پر تلوار مار دی۔ تلوار ساگڑی کی گردن پر پڑی اور کھچ کی تیز آواز کے ساتھ ساگڑی کا سر اس کے تن سے جدا ہو کر دور جا گرا۔ ساگڑی کی کٹی ہوئی گردن سے خون کی بجائے سیاہ دھوئیں کی پھوار سی نکلتی اور وہ تیزی سے سیاہ دھوئیں میں تبدیل ہوتی چلی گئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس کا سارا وجود دھواں بن کر غائب ہو گیا۔

''افسوس۔ فنا کیا مجھ شیخ چلی نے عیاری سے۔ میں

پاتال کی چڑیل ساگڑی تھی‘‘۔ اچانک ساگڑی کے کٹے ہوئے سر نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا اور پھر ایک شعلہ سا چمکا اور ساگڑی کا کٹا ہوا سر فوراً جل کر راکھ ہو گیا۔ جیسے ہی ساگڑی کا کٹا ہوا سر جل کر راکھ ہوا اسی لمحے شیخ چلی کے سامنے عسکا پری نمودار ہو گئی۔

’’بہت خوب شیخ چلی۔ تم نے اس چڑیل کو فنا کر کے بہت اچھا کیا ہے۔ اب جلدی آؤ میرے ساتھ۔ شمولا جن نے مجھے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ لیا تھا وہ ناگ سے ایک پرندہ بن کر اڑ گیا ہے۔ ہمیں فوراً اس کے پیچھے جانا ہے۔ جلدی کرو۔ میرا ہاتھ پکڑو‘‘۔ عسکا پری نے تیز لہجے میں کہا تو شیخ چلی نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ جیسے ہی شیخ چلی نے عسکا پری کا ہاتھ پکڑا عسکا پری اچھلی اور شیخ چلی کو لئے ہوئے کسی پرندے کی طرح ہوا میں بلند ہوتی چلی گئی۔

شمولا جن غور سے ساگڑی اور شیخ چلی کو باتیں کرتا دیکھ رہا تھا تھا۔ عسکا پری وہاں موجود نہیں تھی۔ شمولا جن کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ خود شیخ چلی کے پاس جائے اور اب وہ اسے ڈرائے۔ ہو سکتا ہے شیخ چلی اس سے خوفزدہ ہو کر اسے خود ہی بین دے دے لیکن وہ پہلے دیکھنا چاہتا تھا کہ ساگڑی کیا کرتی ہے۔

شمولا جن کو یہ دیکھ کر غصہ آ رہا تھا کہ شیخ چلی کو ساگڑی سے کوئی خوف محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک تلوار تھی اور وہ ساگڑی سے یوں باتیں کر رہا تھا جیسے وہ ساگڑی چڑیل نہ ہو بلکہ اصلی بڑھیا ہو۔

’’ہونہہ۔ یہ ساگڑی کر کیا رہی ہے۔ اسے چاہئے



کہ یہ شیخ چلی کے سامنے بھیانک سے بھیانک روپ بدلے اور شیخ چلی پر اس انداز میں جھپٹے جیسے وہ اس پر حملہ کرنا چاہتی ہو۔ اس کے بھیانک روپ اور حملوں سے ہی شیخ چلی ڈر کر بین اس کے حوالے کر سکتا ہے ورنہ یہ احمق تو اسی طرح ساگڑی سے باتیں ہی کرتا رہ جائے گا"۔ شمولا جن نے غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

شمولا جن اب اپنے اصلی روپ میں تھا اس لئے وہ جھاڑیوں میں چھپا بیٹھا شیخ چلی اور ساگڑی کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اچانک ایک ہلکا سا کھٹکا ہوا تو شمولا جن بری طرح سے چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے تیزی سے سر گھما کر اس طرف دیکھا جس طرف سے اسے کھٹکے کی آواز سنائی دی تھی لیکن اسے وہاں کوئی دکھائی نہ دیا۔

"کون ہے یہاں"۔ شمولا جن نے غراتے ہوئے کہا لیکن جواب میں اسے کوئی آواز سنائی نہ دی۔ شمولا جن تیز اور چمکیلی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا لیکن وہاں ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی

تھی۔ اچانک شمولا جن بری طرح سے چونک اٹھا۔

"عسکا پری کی بو۔ اوہ لگتا ہے عسکا پری غیبی حالت میں میرے آس پاس ہی کہیں موجود ہے"۔ شمولا جن نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے بے چینی سے ادھر ادھر دیکھا پھر اچانک اس نے روپ بدلا اور سرخ رنگ کا عقاب بن کر پھڑ پھڑاتا ہوا وہاں سے اُڑتا چلا گیا۔

"رک جاؤ شمولا جن۔ اب تم میرے ہاتھوں سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے"۔ اچانک اسے عسکا پری کی گرج دار آواز سنائی دی۔ شمولا جن نے سر گھما کر دیکھا تو اسے نیچے عسکا پری دکھائی دی جو اس جگہ کھڑی تھی جہاں چند لمحے پہلے شمولا جن بیٹھا ہوا تھا۔ عسکا پری کا چہرہ غصے سے سرخ تھا اور وہ خونخوار آنکھوں سے سر اٹھائے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ عسکا پری کو دیکھ کر شمولا جن کا جیسے خون خشک ہو گیا اس نے اور تیزی سے پر مارنے شروع کر دیئے اور نہایت تیز رفتاری سے آسمان کی جانب اُڑتا چلا گیا۔

کافی بلندی پر جا کر اس نے سر گھما کر دیکھا لیکن

اسے اپنے پیچھے عسکا پری کہیں دکھائی نہیں دی۔

"بال بال بچا ہوں۔ اگر عسکا پری میرے پیچھے آ جاتی تو مجھے اس سے خود کو بچانا مشکل ہو جاتا"۔ شمولا جن نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس نے اپنا رخ موڑا اور پر مارتا ہوا شمال کی جانب اُڑنے لگا۔

"اب میرا یہاں رکنا بے کار ہے۔ عسکا پری نے مجھے دیکھ لیا ہے۔ اگر میں اپنے خفیہ ٹھکانے میں گیا تو عسکا پری فوراً وہاں پہنچ جائے گی۔ مجھے اس سے بچنے کے لئے کالی گھاٹی کے کالے کنویں میں جانا پڑے گا۔ جب تک میں کالی گھاٹی کے کالے کنویں میں چھپا رہوں گا اس وقت تک عسکا پری مجھے تلاش نہیں کر سکے گی"۔ سرخ عقاب بنے شمولا جن نے اسی طرح سے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے نہایت تیزی سے کالی گھاٹی کی جانب اُڑنا شروع کر دیا۔ لیکن ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا ہو گا کہ اسے اپنے پیچھے تیز شور کی آواز سنائی دی۔

شمولا جن نے چونک کر سر گھماتے ہوئے پیچھے







دیکھا تو یہ دیکھ کر اس کا دل اچھل کر اس کے حلق میں آ کر پھنس گیا کہ عسکا پری شیخ چلی کا ہاتھ تھامے تیزی سے اُڑتی ہوئی اس کے پیچھے آ رہی تھی۔

عسکا پری کی رفتار بے حد تیز تھی۔ شیخ چلی اس کے ساتھ اُڑ رہا تھا اور اس کے ہاتھ میں وہی تلوار تھی جو شمولا جن نے جنگل میں اس کے ہاتھوں میں دیکھی تھی۔ شور کی آواز عسکا پری کے بڑے بڑے پروں سے نکل رہی تھی۔

''یہ دونوں تو میرے پیچھے آ رہے ہیں۔ میں اب کیا کروں''۔ شمولا جن نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور وہ اور زیادہ تیزی سے اُڑنے لگا لیکن عسکا پری کی اُڑنے کی رفتار اس سے کہیں تیز تھی۔ وہ تھوڑی دیر میں شیخ چلی کو لے کر تیزی سے اُڑتی ہوئی شمولا جن کے سامنے آ گئی۔

عسکا پری اور شیخ چلی کو اپنے سامنے دیکھ کر شمولا جن نے بوکھلا کر دوسری طرف مڑنا چاہا لیکن عسکا پری تیزی سے حرکت میں آئی اور ایک بار پھر اس کے سامنے آ گئی۔

شمولا جن وہاں سے بھاگنے کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا لیکن ہر بار عسکا پری اُڑتی ہوئی اس کے سامنے آ جاتی تھی جس کی وجہ سے شمولا جن کو وہاں سے بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں مل رہا تھا۔

''بس شمولا جن۔ اب تمہارا کھیل ختم ہو گیا ہے۔ تم یہاں سے کہیں نہیں بھاگ سکتے ہو''۔ عسکا پری نے تیز لہجے میں کہا۔

''مجھے جانے دو عسکا پری۔ میں تم سے اور شیخ چلی سے معافی مانگتا ہوں۔ مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی جو میں نے شیخ چلی سے اس کی بین حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔ مجھے جانے دو۔ میں اب دوبارہ شیخ چلی کو کبھی تنگ کرنے کے لئے نہیں آؤں گا''۔ شمولا جن نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''تم شیطان جن ہو شمولا۔ تم نے کوہ قاف کے جنوں، دیووں اور پریوں پر بے حد ظلم ڈھائے ہیں اور اب تم شیخ چلی سے بین حاصل کر کے مجھے اپنے قبضے میں کرنا چاہتے تھے تاکہ میری طاقتوں کی مدد سے تم کوہ قاف اور پرستان پر قبضہ کر سکو۔ اگر تم

کامیاب ہو جاتے تو تم کوہ قاف اور پرستان پر قبضہ کر کے وہاں کی رعایا پر اس قدر ظلم توڑتے کہ تم سے کوئی کچھ پوچھنے والا نہیں ہوتا۔ میں تم جیسے ظالم اور شیطان جن کو اس طرح آسانی سے یہاں سے جانے کا موقع نہیں دے سکتی ہوں''۔ عسکا پری نے سخت لہجے میں کہا۔

''نہیں نہیں۔ تمہیں بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے عسکا پری۔ میں نے کوہ قاف کی رعایا پر کوئی ظلم نہیں کیا ہے۔ میں تو تمہیں کوہ قاف اور پرستان کی رعایا کی بھلائی کے لئے حاصل کرنا چاہتا تھا۔ میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا کہ میں کوہ قاف اور پرستان پر قبضہ کروں۔ اگر تمہیں میری باتوں پر یقین نہیں آ رہا ہے تو بے شک پاتال کی چڑیل ساگڑی کو بلا کر پوچھ لو''۔ شمولا جن نے کہا۔

''ساگڑی فنا ہو چکی ہے شمولا جن۔ اسے شیخ چلی نے فنا کر دیا ہے''۔ عسکا پری نے کہا اور شمولا جن بری طرح سے اچھل پڑا۔

''کیا کہا تم نے۔ شیخ چلی نے ساگڑی کو فنا کر دیا

ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ ساگڑی تو بے شمار طاقتوں کی مالکہ تھی وہ بھلا اس احمق اور موٹے آدمی کے ہاتھوں کیسے فنا ہو سکتی ہے“۔ شمولا جن نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”شیخ چلی کے ہاتھ میں طلسم ہوشربا کے شہنشاہ افراسیاب کی تلوار ہے شمولا جن جو میں نے اسے لا کر دی ہے۔ افراسیاب اسی تلوار سے ناکارہ اور غدار بدروحوں اور شیطانی طاقتوں کو فنا کرتا تھا“۔ عسکا پری نے کہا اور شمولا جن چونک کر شیخ چلی کے ہاتھ میں موجود تلوار دیکھنے لگا۔ تلوار دیکھ کر اس کی آنکھوں میں بلا کا خوف آ گیا تھا۔

”اوہ اوہ۔ یہ تو واقعی شہنشاہ افراسیاب کی ہی تلوار ہے۔ یہ۔ یہ تمہیں کہاں سے مل گئی“۔ شمولا جن نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”میں عسکا پری ہوں شمولا جن۔ افراسیاب کی تلوار تو کیا میں دنیا کی ہر چیز حاصل کر سکتی ہوں۔ اب تم تیار ہو جاؤ۔ شیخ چلی تمہیں اسی تلوار سے ہلاک کرے گا“۔ عسکا پری نے کہا۔

”کیا کہا۔ شیخ چلی مجھے ہلاک کرے گا۔ یہ معمولی آدم زاد مجھ جیسے طاقتور جن کو چھو بھی نہیں سکتا ہے اور تم کہہ رہی ہو کہ یہ مجھے ہلاک کرے گا“۔ شمولا جن نے اس بار بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ جسے تم معمولی آدم زاد سمجھ رہے ہو اگر یہ تمہاری شیطانی طاقت ساگڑی کو ہلاک کر سکتا ہے تو پھر اس کے سامنے تم کیا چیز ہو۔ جاؤ شیخ چلی اور تلوار مار کر اسے بھی ہلاک کر دو“۔ عسکا پری نے پہلے شمولا جن سے اور پھر شیخ چلی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مم مم۔ میں تمہارے ساتھ ہوا میں ہوں عسکا پری۔ میں اسے کیسے ہلاک کروں۔ تم نے اگر میرا ہاتھ چھوڑا تو میں نیچے زمین پر جا گروں گا۔ نیچے ٹھوس زمین پر گر کر میری تو ہڈیوں کا بھی سُرمہ بن جائے گا اور تم نے تو کہا تھا کہ شمولا جن کو تم اس کے دوسرے بال کا پھندہ بنا کر ہلاک کرو گی“۔ شیخ چلی نے خوفزدہ ہو کر کہا۔

”میں تم سے جو کہہ رہی ہوں وہ کرو شیخ چلی۔

اس وقت شمولا جن ہمارے گھیرے میں ہے۔ اگر یہ ہمارے گھیرے سے نکل گیا تو پھر یہ جا کر کالی گھاٹی کے کالے کنویں میں چھپ جائے گا جہاں میں بھی اسے تلاش نہیں کر سکوں گی۔ اس کے بعد یہ جب بھی کالے کنویں سے باہر آئے گا تو یہ سیدھا تمہارے پاس آئے گا اور تم نے چونکہ اس کی سب سے بڑی طاقت ساگری کو فنا کیا ہے اس لئے یہ تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑے گا"۔ عسکا پری نے کہا تو شیخ چلی کا رنگ ہلدی کی طرح زرد ہو گیا۔

"ارے باپ رے۔ اب میں کیا کروں"۔ شیخ چلی نے ڈرے ڈرے لہجے میں کہا۔ اس نے نیچے دیکھا تو یہ دیکھ کر اس کا خون خشک ہونا شروع ہو گیا کہ وہ زمین سے انتہائی بلندی پر تھا۔

"تم فکر نہ کرو شیخ چلی۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ہوا میں تم ایسے ہی رہو گے۔ میں تمہیں زمین پر نہیں گرنے دوں گی"۔ عسکا پری نے کہا اور ساتھ ہی اس نے شیخ چلی کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ شیخ چلی کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور اسے ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا

وہ واقعی بلندی سے نیچے گرتا جا رہا ہو۔ اس کے منہ سے زور دار چیخ نکل گئی تھی لیکن پھر اچانک اس کا جسم جیسے ہوا میں معلق ہو گیا۔

خود کو ہوا میں معلق ہوتے دیکھ کر شیخ چلی کی جان جان آ گئی۔ وہ سیدھا کھڑا تھا اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ہوا کی بجائے ٹھوس زمین پر کھڑا ہو۔

"اوہ۔ میں تو ہوا میں معلق ہو گیا ہوں"۔ شیخ چلی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اب آگے بڑھو اور کر دو اس کا خاتمہ"۔ عسکا پری نے کہا تو شیخ چلی سرخ عقاب بنے شمولا جن کی طرف بڑھنے لگا۔ شمولا جن اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ شیخ چلی کو اپنی طرف آتے دیکھ کر اس نے فوراً اپنا روپ بدلا اور ایک طاقتور جن بن گیا۔ اسے جن بنتے دیکھ کر شیخ چلی ٹھٹھک گیا۔

"تم گھبراؤ نہیں شیخ چلی۔ میں تمہیں بھی اس جیسا طاقتور جن بنا دیتی ہوں۔ یہ جو جو روپ بدلے گا میں تمہیں بھی ویسا ہی بناتی جاؤں گی۔ بس تم اسے

یہاں سے نکلنے مت دینا"۔ عسکا پری نے کہا ساتھ ہی اس نے دائیاں ہاتھ اٹھا کر شیخ چلی کی جانب کر کے جھٹکا تو اچانک شیخ چلی کے گرد دھواں پھیل گیا۔ دھواں ایک لمحے میں ہوا میں تحلیل ہو گیا اور شیخ چلی یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ بھی شمولا جن جیسا طاقتور اور لحیم شحیم جن بن چکا ہے۔

"ہونہہ۔ تم کوئی بھی روپ دھار لو شیخ چلی لیکن تم میرا مقابلہ نہیں کر سکو گے"۔ شمولا جن نے غرا کر کہا۔ اس نے ہوا میں ہاتھ مارا تو اچانک اس کے ایک ہاتھ میں ایک تلوار اور ایک ہاتھ میں ڈھال آ گئی۔ وہ تلوار اور ڈھال لے کر تیزی سے جن بنے شیخ چلی کی جانب بڑھا۔

شمولا جن نے آگے بڑھتے ہی تلوار سے پوری قوت کے ساتھ شیخ چلی پر حملہ کر دیا۔ اس نے شیخ چلی کی گردن پر تلوار مارنی چاہی لیکن جن بنتے ہی شیخ چلی کے جسم میں جیسے بے پناہ طاقت آ گئی تھی اس نے فوراً تلوار والا ہاتھ بلند کر کے شمولا جن کی تلوار کا وار اپنی تلوار پر روکا اور پھر ماحول جیسے تلواروں کی تیز

جھنکاروں کی آوازوں سے گونجنا شروع ہو گیا۔ شمولا جن بری طرح سے گرجتا ہوا شیخ چلی پر تلوار برسا رہا تھا۔ شیخ چلی اس کے واروں سے خود کو بچاتا ہوا اس پر جوابی حملے بھی کرتا جا رہا تھا۔

دونوں پوری طاقت سے ایک دوسرے پر بڑھ چڑھ کر حملے کر رہے تھے۔ کبھی تیز رفتاری سے تلوار کے حملے کرتا ہوا شمولا جن شیخ چلی کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیتا اور کبھی شیخ چلی اس تیزی سے تلوار چلاتا کہ ڈھال ہونے کے باوجود شمولا جن بوکھلاتا ہوا پیچھے ہٹ جاتا تھا۔

ان دونوں کو لڑتا دیکھ کر عسکا پری وہاں سے غائب ہو گئی تھی اور وہ غیبی حالت میں ہوا میں تیرتی ہوئی شمولا جن کے عقب میں آ گئی تھی۔ اس کے ہاتھ میں شمولا جن کا وہ سفید بال تھا جو شیخ چلی نے اسے توڑ کر دیا تھا۔ عسکا پری نے اس بال کو جب کھینچا تو بال تیزی سے لمبا ہوتا چلا گیا۔

عسکا پری نے بال کو مخصوص انداز میں بل دے کر رسی جیسا بنا لیا تھا اور اس بال کی رسی کے سرے پر

ایک بڑا پھندہ بنا لیا تھا۔

وہ دونوں ہاتھوں سے پھندہ تھامے شمولا جن کے پیچھے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔ شیخ چلی سے لڑتے ہوئے شمولا جن کبھی پیچھے آ جاتا تھا اور کبھی تیزی سے آگے بڑھ جاتا تھا جس کی وجہ سے عسکا پری کو اس کی گردن میں بال کا بنا ہوا پھندہ ڈالنے میں مشکل پیش آ رہی تھی۔

اسی لمحے شیخ چلی نے اسی تیزی سے تلوار چلائی کہ شمولا جن کو اس سے بچنا مشکل ہو گیا۔ شیخ چلی کے ہاتھ برق رفتاری سے چل رہے تھے۔ شمولا جن اس کی تلوار اپنی ڈھال اور تلوار پر روک رہا تھا لیکن شیخ چلی چونکہ پوری قوت سے وار کر رہا تھا اس لئے شمولا جن کو اس سے بچنے کا موقع ہی نہیں مل رہا تھا پھر اچانک شیخ چلی نے تلوار کا وار اس قدر طاقت اور پھرتی سے کیا کہ پہلے شمولا جن کے ہاتھوں سے اس کی ڈھال نکل کر نیچے گرتی چلی گئی پھر شیخ چلی کے دوسرے وار نے شمولا جن کے ہاتھ سے تلوار بھی نیچے گرا دی۔

شمولا جن تلوار اور ڈھال اپنے ہاتھوں سے نکلتے دیکھ کر بوکھلا گیا۔ وہ تیزی سے غوطہ لگا کر نیچے گرتی ہوئی ڈھال اور تلوار کی جانب لپکا لیکن اسی لمحے عسکا پری کو موقع مل گیا اور اس نے شمولا جن کی گردن میں اس کے بال کا بنا ہوا پھندہ ڈال دیا۔ جیسے ہی شمولا جن کی گردن میں پھندہ پڑا اسے ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ ہوا میں ہی رک گیا۔

”یہ یہ۔ میری گردن میں پھندہ کس نے ڈالا ہے“۔ شمولا جن نے بڑے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یہ میرا کام ہے شمولا جن۔ یہ پھندہ انہی بال کا بنا ہوا ہے جسے شیخ چلی نے چالاکی سے تمہارے سر سے توڑا تھا۔ میں نے اس بال کا پھندہ بنا کر تمہاری گردن میں ڈال دیا ہے۔ اب تم نہ تو اس پھندے کو اپنی گردن سے نکال سکتے ہو اور نہ ہی شیخ چلی پر اپنی طاقتیں استعمال کر سکتے ہو“۔ عسکا پری نے شمولا جن کے سامنے نمودار ہوتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر شمولا جن بری طرح سے بوکھلا گیا۔ اس نے گردن

اپنے سر کے بال کا بنا ہوا پھندہ نکالنے کی کوشش لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔

"شیخ چلی۔ آگے بڑھو۔ اب یہ تمہارا مقابلہ نہیں کر ہے۔ آگے بڑھ کر اس کی گردن کاٹ دو"۔ عسکا نے مسکراتے ہوئے کہا تو شیخ چلی نے اثبات سر ہلایا اور تلوار لے کر شمولا جن کی طرف بڑھا۔ شیخ چلی کو اپنی طرف آتے دیکھ کر شمولا جن نے ایک منتر پڑھا اور اچانک وہاں سے غائب ہو یا۔ اسے غائب ہوتے دیکھ کر شیخ چلی ٹھٹھک گیا۔



”ارے۔ یہ شمولا جن کہاں غائب ہو گیا ہے“۔ شیخ چلی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ چاروں طرف سر گھما گھما کر دیکھ رہا تھا لیکن اسے شمولا جن کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

”وہ تمہاری نظروں سے غائب ہوا ہے شیخ چلی۔ میں نے اس کی گردن میں اسی کے سر کے بال کا بنایا ہوا پھندہ ڈال رکھا ہے جس کا دوسرا سرا میرے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے وہ یہاں سے غائب ہونے کے باوجود بھی بھاگ نہیں سکتا ہے۔ تم میرے نزدیک آؤ میں تمہاری آنکھوں میں اتنی طاقت پیدا کر دیتی ہوں کہ تم غائب ہونے والے شمولا جن کو بھی آسانی سے دیکھ سکو گے“۔ عسکا پری نے کہا تو شیخ چلی سر

لا کر اس کی طرف بڑھا لیکن اس سے پہلے کہ عسکا اس کی آنکھوں میں کوئی طاقت پیدا کرتی اور وہ مولا جن کو دیکھ سکتا اچانک اسے ایک زور دار جھٹکا لگا۔ شیخ چلی کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے کسی نے اچانک اس کے سینے پر زور دار لات مار دی ہو۔ شیخ چلی کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ ہوا میں بری طرح سے الٹتا پلٹتا چلا گیا۔

شمولا جن نے غیبی حالت میں اس کے سینے پر زور دار لات مار دی تھی۔ شیخ چلی ہوا میں یوں الٹتا پلٹتا پیچھے ہٹتا جا رہا تھا جیسے وہ خلاء میں ہو۔ اس کے ہاتھ سے شہنشاہ افراسیاب کی تلوار نکل گئی تھی۔

”خود کو سنبھالو شیخ چلی“۔ عسکا پری نے چیخ کر کہا ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے سفید بال کو زور دار جھٹکا دیا تو غیبی حالت میں موجود شمولا جن کی گردن کا پھندہ تنگ ہو گیا۔ شمولا جن کے منہ سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ بری طرح سے تڑپنے لگا۔

”یہ پھندہ نکالو میری گردن سے۔ میں میں“۔ شمولا

جن نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"میرے سامنے ظاہر ہو جاؤ شمولا جن ورنہ میں پھندے کو اس قدر زور سے جھٹکا دوں گی کہ یہ تمہاری گردن کاٹتا ہوا نکل آئے گا"۔ عسکا پری نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ایسا نہ کرنا۔ میں تمہارے سامنے ظاہر ہو جاتا ہوں"۔ شمولا جن نے کہا اور فوراً ظاہر ہو گیا۔ ادھر شیخ چلی کچھ دیر ہوا میں الٹا پلٹتا رہا پھر اس نے خود کو سنبھال لیا۔

شمولا جن کی سینے پر لات کھا کر اس کا چہرہ تکلیف سے بگڑا ہوا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سینہ تھام رکھا تھا۔ خود کو سنبھالتے ہی اس نے پہلے نیچے گرتی ہوئی اپنی تلوار کی طرف دیکھا پھر جب اس نے شمولا جن کو عسکا پری کے پاس نمودار ہوتے دیکھا تو اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

"شیخ چلی۔ جاؤ۔ تلوار کے پیچھے جاؤ اور اسے پکڑ کر لے آؤ جلدی"۔ عسکا پری نے شیخ چلی کو سنبھلتے دیکھ کر چیختے ہوئے کہا تو شیخ چلی مڑا اور غوطہ لگا کر

بجلی کی سی تیزی سے نیچے گرتی ہوئی تلوار کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے تلوار کے پیچھے جا رہا تھا۔

تلوار نوک کے بل نیچے گرتی جا رہی تھی شیخ چلی نے دونوں ہاتھ آگے بڑھا رکھے تھے اور وہ کسی سیدھے نیزے کے انداز میں تلوار کی جانب بڑھا جا رہا تھا۔ انتہائی تیز رفتاری سے تلوار کے پیچھے جاتے ہوئے اس نے اچانک جھپٹا مار کر تلوار کا دستہ پکڑا اور اسے لئے تیزی سے مڑ کر دوبارہ اوپر اٹھتا چلا گیا۔

شیخ چلی تلوار لے کر چند ہی لمحوں میں شمولا جن اور عسکا پری کے پاس پہنچ گیا۔ شمولا جن کی حالت بے حد خراب تھی۔ اس نے دونوں ہاتھ اپنی گردن میں رکھے ہوئے تھے اور اپنی گردن سے اپنے سر کے بال کا پھندہ نکالنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن بال کا دوسرا سرا عسکا پری کے ہاتھوں میں تھا وہ اسے اپنی گردن سے بال کا پھندہ نکالنے کا کوئی موقع نہیں دے رہی تھی۔

"جلدی کرو شیخ چلی۔ میں نے بڑی مشکلوں سے

اسے سنبھالا ہوا ہے۔ آگے آؤ اور تلوار اس کے سینے پر مار دو"۔ عسکا پری نے کہا۔ عسکا پری کی بات سن کر شیخ چلی غضبناک انداز میں شمولا جن کی طرف بڑھنے لگا۔

"نن نن۔ نہیں نہیں۔ شیخ چلی۔ رک جاؤ۔ مجھے ہلاک نہ کرنا۔ میں عسکا پری کی طرح تمہارا غلام بن جاؤں گا پھر تم جو کہو گے میں تمہارا ہر حکم مانوں گا۔ تم کہو گے تو میں زمینوں میں چھپے ہوئے بے شمار خزانے ڈھونڈ کر تمہیں لا دوں گا اور تمہارے لئے حسین سے حسین شہزادی بھی تلاش کر لاؤں گا۔ مجھے چھوڑ دو۔ جانے دو مجھے۔ تلوار نہ مارنا مجھے"۔ شیخ چلی کو جارحانہ انداز میں اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر شمولا جن نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"تم جیسے شیطان جن سے میں کوئی مدد نہیں لوں گا شمولا جن۔ تمہیں میری بوڑھی اماں نے پہچان لیا تھا۔ اس نے تو تمہیں صرف میرے گھر سے نکالا تھا میں تمہیں اس دنیا سے ہی ہمیشہ کے لئے نکال دوں گا۔ تم چالاک اور عیار جن ہو اور عسکا پری نے مجھے بتا

دیا ہے کہ تم نے کوہ قاف اور پرستان کی رعایا کے ساتھ کس قدر ظلم کئے تھے۔ میں تم سے ان تمام ظلموں کا حساب لوں گا۔ تمہارے ہلاک ہوتے ہی ان جنوں، دیوؤں اور پریوں کو سکون آ جائے گا جنہیں تم نے ستایا تھا"۔ شیخ چلی نے غراتے ہوئے کہا اور تلوار لے کر شمولا جن کے سامنے آ گیا۔

شمولا جن بری طرح سے چیخ رہا تھا چلا رہا تھا۔ شیخ چلی کی منتیں کر رہا تھا لیکن شیخ چلی جیسے اس کی چیخیں سن ہی نہیں رہا تھا اس نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے شہنشاہ افراسیاب کی طلسماتی تلوار شمولا جن کے سینے میں مار دی۔

شمولا جن کے حلق سے ایک دردناک چیخ نکلی اور وہ ہوا میں بری طرح سے اچھلنے اور پھڑکنے لگا۔

"اب تلوار مار کر اس کی گردن بھی کاٹ دو"۔ عسکا پری نے کہا تو شیخ چلی کا تلوار والا ہاتھ حرکت میں آیا اور تڑپتے ہوئے شمولا جن کا سر کٹ کر تیزی سے نیچے گرتا چلا گیا۔

جیسے ہی شمولا جن کا سر کٹا، عسکا پری نے ہاتھ

میں پکڑا ہوا بال چھوڑ دیا۔ شمولا جن کا جسم بھی تیزی سے نیچے گرتا چلا گیا اور پھر اس کا جسم اور سر ٹھوس زمین سے ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہوتے چلے گئے۔

''خس کم جہاں پاک''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''یہ سب تمہاری ہمت اور بہادری کی وجہ سے ممکن ہوا ہے شیخ چلی ورنہ شمولا جیسے طاقتور جن کو ہلاک کرنا اس قدر آسان نہیں تھا۔ اگر تم نے چالاکی سے کام لیتے ہوئے اس چالاک جن کے سر کے بال اس کی مرضی سے نہ توڑے ہوتے تو ہم اسے ہلاک نہیں کر سکتے تھے''۔ عسکا پری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ چالاک تھا تو مجھے بھی اس سے چالاکی ہی کرنا پڑی تھی۔ جس طرح لوہا لوہے کو کاٹتا ہے اسی طرح کوئی چالاک ہی دوسرے چالاک کو احمق بنا سکتا ہے''۔ شیخ چلی نے کہا تو عسکا پری شیخ چلی کے اس نئے جملے پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''اس کا تو کام تمام ہو گیا ہے۔ اب چلو ہم بھی زمین پر چلتے ہیں۔ اتنی بلندی سے نیچے دیکھتے ہوئے اب تو میرا بھی دل گھبرانا شروع ہو گیا ہے''۔ شیخ چلی

نے کہا۔

''ہاں چلو''۔ عسکا پری نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''ارے میں شیخ چلی ہوں جن نہیں۔ تم نے مجھے جن بنایا ہوا ہے۔ پہلے میری حالت ٹھیک کرو پھر میں نیچے جاؤں گا۔ اگر کسی نے مجھے جن بنا دیکھ لیا تو خوف سے اس کی جان ہی نکل جائے گی''۔ شیخ چلی نے کہا تو عسکا پری نے ہنستے ہوئے اس کی جانب ہاتھ کر کے جھٹکا تو شیخ چلی کے گرد دھواں پھیل گیا۔ دھواں چھٹا تو شیخ چلی اپنی اصلی حالت میں آ چکا تھا۔

''ہاں اب ٹھیک ہے۔ اب چلو۔ اب مجھے دیکھ کر کسی کی جان نہیں نکلے گی''۔ شیخ چلی نے کہا اور پھر وہ غوطہ لگا کر زمین کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ عسکا پری بھی اس کے ساتھ اُڑتی ہوئی نیچے آ گئی۔

شیخ چلی خوش تھا کہ اس نے نہ صرف ایک شیطانی طاقت ساگڑی کو فنا کر دیا تھا بلکہ ایک طاقتور اور چالاک جن کو اس سے زبروست مقابلہ کر کے اس کے انجام تک پہنچا دیا تھا۔ شیخ چلی سوچ رہا تھا کہ

اگر عسکا پری اپنی طاقتوں سے اسے جن نہ بناتی تو وہ واقعی شمولا جیسے چالاک اور طاقتور جن کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

شیخ چلی کو اب اس بات کی کوئی فکر نہیں تھی کہ اسے کاشول ناگ کے سرخ ہیروں کا خزانہ نہیں مل سکا تھا۔ عسکا پری بدستور اس کے ساتھ تھی اور پھر ناگ رانی نے بھی اسے ایک انگوٹھی دے رکھی تھی جس سے وہ زمین میں چھپے ہوئے خزانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ اس لئے شیخ چلی نے سوچ لیا تھا کہ اگلی بار وہ ناگ رانی کی دی ہوئی انگوٹھی کی مدد سے کسی خزانے کی تلاش کرے گا۔ جیسے ہی اسے کوئی خزانہ ملے گا وہ دنیا کا امیر ترین انسان بن جائے گا اور پھر وہ کسی بھی ملک کی حسین شہزادی سے شادی کر لے گا۔

ختم شد

بچوں کے لئے شیخ چلی کی حماقتوں بھری انتہائی دلچسپ کہانی

باتصویر **خاص نمبر**

مصنف
ظہیر احمد

شیخ اور ناگ رانی

شیخ چلی ☆ جس کا ایک دوست گینڈے سے بھی زیادہ موٹا تھا۔
شیخ چلی ☆ جس کے موٹے دوست کا نام گونگلو تھا۔
گونگلو ☆ جو ایک وقت میں دس دس انسانوں کا کھانا اکیلا ہی کھا جاتا تھا۔
گونگلو ☆ جو شیخ چلی کے لئے تحفے میں ایک سنہری بین لایا تھا۔
سنہری بین ☆ جسے بجاتے ہی شیخ چلی کے سامنے ایک پری نمودار ہوگئی۔
عسکا پری ☆ جو بین کی غلام تھی اور بین بجانے کی وجہ سے شیخ چلی کی کنیز بن گئی تھی۔
عسکا پری ☆ جو شیخ چلی کے لئے خزانے ڈھونڈ سکتی تھی۔
عسکا پری ☆ جس نے شیخ چلی کو ایک جنگل میں دفن خزانے کے بارے میں بتایا تو شیخ چلی فوراً اس کے ہمراہ اس جنگل کی طرف ہولیا۔
ناگ رانی ☆ جو ایک طلسمی سرخ خیمے میں چھپی ہوئی تھی۔
بوڑھا پجاری ☆ جو ناگ رانی کو پکڑ کر اسے ہلاک کرنا چاہتا تھا۔
متوکا ناگ ☆ جس نے چھپی ہوئی ناگ رانی کا پتہ ڈھونڈ نکالا تھا۔
وہ لمحہ ☆ جب شیخ چلی کی وجہ سے ناگ رانی بوڑھے پجاری کی قید میں چلی گئی۔
وہ لمحہ ☆ جب شیخ چلی غائب ہوگیا اور اس نے غیبی حالت میں ایک جادوگر کو ہلاک کر دیا۔

خزانہ طلسم ـــــ جس میں داخل ہونے سے پہلے ہی عمرو عیار پر جان لیوا حملہ کرنے کے لئے بھیانک بدروحیں پہنچ گئیں۔

وہ لمحہ ـــــ جب عمرو عیار کو ایک طلسم میں سیاہ بدروحوں نے ٹکڑوں میں تبدیل کر دیا۔

زرگاش جادوگر ـــــ جو خزانہ طلسم کا سنہری خزانہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔

کیوں ـــــ؟

زرگاش جادوگر ـــــ جس نے عمرو عیار کی زنبیل سے اس کے تمام خزانے نہایت آسانی سے حاصل کر لئے۔ مگر کیسے۔ ایک حیرت انگیز واقعہ۔

عمرو عیار ـــــ جس کی زنبیل سے سارے خزانے غائب ہو گئے اور عمرو عیار خزانوں کے غم میں پاگل ہو گیا۔ کیا واقعی ـــــ؟

ایک انتہائی حیرت انگیز، قہقہہ بار اور جادوئی طلسمات کے انوکھے واقعات سے بھرپور ناول جسے آپ بار بار پڑھنا پسند کریں گے۔

نئی کہانی، نیا انداز، جس کے واقعات آپ کو اپنے ساتھ بہالے جائیں گے اور آپ حیرت کے سمندر میں غوطے لگانا شروع ہو جائیں گے۔
